امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
■ تنقیدی معروضات
■ قطب عالم حضرت مولانا مونگیریؒ
■ رحمت دو عالمؐ کی آفاقی تعلیمات......
■ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ......
■ اخبار جہاں ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۱۸؍ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

اللہ کی طرف

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ایک بزرگ کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مسلسل حج کو جاتے اور جب بھی لبیک کہتے، ندا آتی کہ لبیک قبول نہیں، ایک بار ان کے خادم نے دریافت کیا کہ جب قبول ہی نہیں ہوتی حاضری، تو پھر اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں، فرمایا: کہ اس در کو چھوڑ کر کہاں جاؤں، کوئی دوسرا در تو ہے ہی نہیں، یہ جملہ بارگاہ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوا کہ سارے پہلے والے اعمال بھی قبولیت کے مرحلے سے گذر گیے، اسی طرح ایک بچہ ہے، ماں کی حکم عدولی کرتا رہتا ہے، اس کی باتیں نہیں سنتا، ماں اسے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیتی ہے، دروازہ بند کر دیتی ہے، بچہ روتا ہوا، دروازہ پر ہی سو جاتا ہے، سوچتا ہے دروازے تو بہت ملیں گے، لیکن وہاں میری ماں تو نہیں ہوگی، دیر بعد ماں دروازہ کھولتی ہے، بچے کو پریشان حال سویا ہوا پاتی ہے، اس کی ممتا جوش میں آتی ہے اور وہ اسے گلے لگا لیتی ہے، ایک ماں کا یہ حال ہے تو اس اللہ کی رحمت ومغفرت کا کیا کہنا جو ستر ماؤں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور یہ ستر کی تعداد بھی صرف انسانوں کو سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ اللہ کی رحمت سے ماں کی شفقت کا کیا موازنہ، اس نے تو خود ہی کہا ہے کہ اس کی رحمت تمام چیزوں سے وسیع ہے۔

جن حالات سے آج ہندوستان کے مسلمان گذر رہے ہیں، ان حالات کو بدلنے کے لئے اسباب کے درجہ میں قانونی اور دستوری جدوجہد کی ضرورت ہے اور اس جدوجہد کو مربوط انداز میں کرنا چاہیے، قائدین کے مشورے اور ہدایت کے مطابق چلنا چاہیے، انفرادی آرا پر چل کر مزید مسائل نہیں کھڑے کرنے چاہیے، یہ انتہائی ضروری ہے، لیکن ہمیں اس حقیقت پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے کہ احوال بدلنے کی قوت وطاقت جس ذات پاک کے پاس ہے، اس سے ہمارا رشتہ قوی ہونا چاہیے اور یہ قوت شریعت اسلامی اور دین مبین پر عمل کرنے سے مضبوط ہوتی ہے، ہم اللہ سے حالات بدلنے کی امید رکھیں، رکھنا چاہیے، لیکن اس کی نافرمانی میں دن ورات لگے رہیں، تو اللہ کی رحمت کس طرح متوجہ ہوگی، ہمیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے لیکن اس کی رحمت کو متوجہ کرنے کے لیے اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے اور توبہ استغفار اور ندامت کے آنسوؤں سے اپنے سابقہ گناہوں کو دھونے کا نظم کرنا چاہیے، توبہ اور استغفار نہ صرف گناہوں کو دھوتے ہیں بلکہ اعمال سیئہ کو اعمال صالحہ میں تبدیل کر دیتے ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، جس نے توبہ کیا، ایمان لائے اور عمل صالح میں لگے رہے تو اللہ ان کی بداعمالیوں کو عمل صالحہ میں بدل دیتا ہے اور اللہ بڑا غفور الرحیم وہ مغفرت اور رحمت دونوں سے بندوں کو سرفراز کر دیتا ہے۔

قرآن کریم کی کئی آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ روئے زمین میں خشکی وتری کا جو فساد وبگاڑ ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں، ہم ان کے مضر اثرات وتکلیف کا عذاب چکھتے ہیں، لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا، ایک اور آیت میں فرمایا کہ جو مصیبتیں تم تک پہونچی ہیں، وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائیاں ہیں اور وہ اس حال میں ہے جب اللہ بہت سارے گناہ کو معاف کرتا رہتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمراں ہیں، اعمال اچھے رہیں گے تو حکمراں اچھے مقرر ہوں گے، اعمال بُرے ہوں گے تو حکمراں ظالم وجابر مسلط ہوں گے، آج کے حکمرانوں کو دیکھ کر کے ہمیں اپنے اعمال کی حقیقت جاننے کے لیے کراما کاتبین کے ذریعہ لکھے نامہ اعمال کی ضرورت نہیں، ہم حکمرانوں کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اعمال کے اعتبار سے کس قدر شریعت کی راہ سے دور جا چکے ہیں، اس لیے ضرورت یہ ہے کہ تدبیر کے درجہ میں تو ظاہری اسباب پر دھیان دیں کیوں کہ یہ دنیا دار الاسباب ہے، لیکن دعاء نیم شبی اور آہ سحر گاہی کی عادت ڈالیں، نمازوں کا اہتمام، معروف کی طرف رغبت اور منکرات سے گریز کا مزاج بنائیں، تبھی ہمارے لیے حالات بدلیں گے اور ہم ایک خوشگوار زندگی اس ملک میں گذار سکیں گے، اللہ رب العزت آج بھی باطل کو نیست ونابود کرنے کے لیے پرندے بھیجنے اور نمرود کو ہلاک کرنے کے لیے مچھر ناک میں گھسانے پر قادر ہے، لیکن اس کے لیے محبوب الٰہی بننا ہوگا اور ایمان کامل کے ساتھ زندگی گذارنے کا قصد کرنا چاہیے، یہی سیدھا راستہ ہے اور اسی سیدھے راستے کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

وبال پر اُبال

وزیر داخلہ امیت شاہ کے ذریعہ شہریت ترمیمی بل کا پارلیامنٹ میں اسی (۸۰) کے مقابلہ تین سو گیارہ (۳۱۱) اور راجیہ سبھا میں ایک سو پانچ کے مقابلے ایک سو پچیس ووٹ سے پاس کروالینا اور سلکٹ کمیٹی میں بھیجنے اور ترمیمات کی ساری تجویزوں کا رد ہو جانا اس ملک کے دستور، مختلف تہذیبی وثقافتی اکائیوں اور عام شہریوں کے لیے مصیبت اور وبال ہے، پارلیامنٹ میں عددی اکثریت کے گھمنڈ میں مبتلا امیت شاہ کا انداز آمرانہ، شاطرانہ اور ڈکٹیٹرانہ ہے، ان کے سامنے ملک کی سیاسی پارٹیوں اور شمال مشرق ریاست کے عوام کی رائے عامہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، مسلمان سری لنکا کے تامل اور برما کے روہنگیا، تبت کے بدھسٹ اور اینگلو انڈین خصوصی طور پر اس کی زد میں ہیں، لیکن شہریت ترمیمی قانون کے مطابق اگر شہریت دی گئی اور بلا کسی دستاویز کے صرف چھ سالہ غیر قانونی ہندوستان میں قیام کو بنیاد بنا کر مختلف مذاہب کے لوگوں کو شہری حقوق دیے گیے تو یہ پورے ملک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا، اس سے ہندوستان کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہوگا، اور دو قومی نظریہ جو کسی زمانہ میں آزادی کے قبل رائج تھا، اس کو پھر سے سر اٹھانے کا موقع ملے گا، اور تہذیبی، مذہبی، ثقافتی اور لسانی بنیادوں پر ملک ایک بار پھر تقسیم کے دہانے پر پہونچ جائے گا، آر ایس ایس کے غیر معمولی اثرات والی ریاستوں کے لیے یہ قابل قبول ہو تو ہو، لیکن دوسری ریاستوں خصوصا شمالی مشرق کی ریاستوں کے لیے یہ کسی طرح قابل قبول نہیں ہوگا، آسام کے شہری جنہوں نے ان آرسی کے نام پر برسوں گھٹ گھٹ کر زندگی گذاری ہے، وہاں کے لوگ کھل کر میدان میں آگیے ہیں اور کئی روز سے احتجاج، مظاہرے کے ساتھ بند کی آواز لگائی گئی ہے اور آسام چھاتر سنگھ کی طرف سے بلائی جانے والی اس ہڑتال نے عام شہریوں کی زندگی ٹھپ کر دی ہے، سڑکوں سے آمد ورفت بند ہے اور آٹھ سے زائد چلنے والی ٹرینوں کو رد کر دیا گیا ہے، حالاں کہ وزیر داخلہ نے یہ سارا کھڑاگ آسام کو ہی سامنے رکھ کر رچا تھا، تاکہ آسام میں بارہ لاکھ سے زائد ہندوؤں کے لیے جو ان آرسی سے باہر رہ گیے تھے شہریت دینے کی راہ ہموار کی جائے، لیکن شمال مشرق ریاستوں میں اس بل کی جو مخالفت ہو رہی ہے اس نے عام شہریوں کی زندگی دوبھر کر دی ہے، تری پورہ میں اس بل کے خلاف مظاہرہ پر تشدد ہو گیا ہے، اور آدی باسیوں کی دکانیں نذر آتش کرنے کی وجہ سے ان میں خوف کا ماحول پیدا ہو گیا ہے، منی پور میں پندرہ گھنٹے کے بند نے زندگی کی رفتار کو روک دیا ہے، میزورم کی سڑکوں پر گاڑیاں نظر نہیں آرہی ہیں، یہاں اعلان تو دس گھنٹے کے بند کا کیا گیا تھا، اس درمیان سرکاری اسکول دفاتر، بینک اور بازار پوری طرح بند رہے، سوائے حفاظتی دستوں کی گاڑی کے آمد ورفت کے سارے ذرائع یہاں ٹھپ ہیں، ان تمام لوگوں کی مانگ ہے کہ سرکار اس بل کو واپس لے، قومی انعام یافتہ، فلم ساز جانو بروا نے شہریت ترمیمی بل کی وجہ سے اپنی فلم کو فلمی میلہ سے واپس لے لیا ہے، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ملک کے ہر صوبے میں کم وبیش احتجاج، دھرنے اور مظاہرے ہو رہے ہیں، لیکن حکومت اندھی گونگی اور بہری ہے، وہ نہ دیکھتی ہے، نہ سنتی ہے، اور نہ ہی وزیر اعظم کی طرف سے کوئی بیان ہی آرہا ہے، دراصل حکومت کا موقف اس ملک کو دیر سویر ہندو راشٹر بنانے کا ہے، وہ ۱۹۴۳ء میں ساورکر کے ذریعہ پیش کیے گیے دو قومی ایجنڈے پر آگے بڑھ رہی ہے، وہ عام شہریوں کی توجہ بے روزگاری، مہنگائی، بدعنوانی، عصمت دری، ہجومی تشدد، ملک کی معاشی خستہ حالی سے ہٹائے رکھنا چاہ رہی ہے، اس لیے غیر ضروری مسائل پر اپنی توانائی صرف کر رہی ہے، حالاں کہ شمال مشرق کے لوگ خصوصا اور پورے ملک کی عوام عموما جس انداز میں سڑکوں پر آرہی ہے، یہ اس ملک کے لیے فال نیک نہیں ہے اور اندیشہ ہے کہ ملک ایک دوسری تقسیم کے راہ پر چل پڑے، یہ انتہائی خطرناک بات ہے، ملک نے ایک بار تقسیم کا کرب جھیلا ہے، دوسری بار خاک وخون کے اس سمندر سے گذرنے کی تاب اس ملک میں نہیں ہے، ہمیں یہیں رہنا ہے، یہیں دفن ہونا ہے، بقول شاعر۔ اب ہم سے دوسری ہجرت نہیں ہونے والی۔

متفق علیہ

”جمہور اسلام جس مسئلہ پر اعتقادی وعملی طور پر متفق ہوں، اس کو چھوڑ کر تحقیق کی نئی راہ اختیار نہ کی جائے، یہ طریق تواتر وتوارث کی بیخ کنی کے مرادف ہے، اس گناہ کا مرتکب کبھی میں خود ہو چکا ہوں اور اس کی اعتقادی وعملی سزا بھگت چکا ہوں، اس لیے دل سے چاہتا ہوں کہ اب میرے عزیزوں اور دوستوں میں سے کوئی اس راہ سے نہ نکلے؛ تاکہ وہ سزا سے محفوظ رہے، جو ان سے پہلوں کو مل چکی ہے۔“

(سید سلیمان ندوی، ماہنامہ بینات جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ)

بلا تبصرہ

”اس (شہریت ترمیمی) بل کی مسلمانوں سے بھی زیادہ مخالفت شمال مشرق کی ریاستوں میں ہو رہی ہے، اس بل کے خلاف وسیع پیمانے پر مظاہرے ہو رہے ہیں... شمال مشرق کے عوام اس بل کو اپنی ریاستوں کی ثقافتی، لسانی اور روایتی ورثہ کے ساتھ کھلواڑ قرار دے رہے ہیں، مقامی باشندوں کا کہنا ہے کہ باہر سے آنے والے اور شہریت لینے والے لوگوں کی طرف سے ان کی شناخت اور معاش کو سنگین خطرات ہیں۔“

(راشٹریہ سہارا ۱۰؍دسمبر ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بندگی کا تقاضہ

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا الگ الگ ہونا بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، یقیناً اس میں سمجھ دار لوگوں کے لئے دلیلیں ہیں۔ (سورہ روم: ۲۲)

مطلب:۔ اللہ رب العزت نے اس آیت میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی چند نشانیوں کا تذکرہ کر کے انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی، اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا کہ اللہ ہی ساری کائنات کا مدبر و کارساز ہے، خالق ہے اور وہی عبادت و بندگی کے لائق ہے، یعنی کفر و شرک کی تمام آلائشوں سے خود کو آزاد ہو کر اللہ کے لئے ہو جاؤ اور کہو میں نے اپنا رخ پوری یکسوئی کے ساتھ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، (انعام) گویا اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی عظمت و رفعت کو خلقت ارض و سماں سے ملایا، اس لئے بندگی کا تقاضیا یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے، وہی عبادت کے لائق ہے، آیت کے سیاق و سباق میں اللہ نے پہلے انسانی تخلیق کے عناصر ترکیبیہ بیان کی، پھر صنف عورت کی پیدائش کا مقصد بتلایا اور اس کے بعد زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور انسانوں کے مختلف طبقات کے رنگوں اور لہجوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں بیان فرمائیں، اب ذرا غور کیجئے کہ اس وقت دنیا میں لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ موجود ہیں اور نہ جانے کتنے کروڑ دنیا سے گذر چکے اور نہ معلوم قیامت تک کتنے لوگ دنیا میں آئیں گے، لیکن ہر ایک کی زبان الگ، کلچر اور تہذیب جداگانہ، رنگ و روپ ایک دوسرے سے مختلف، ایک خطہ اور علاقہ کے رہنے والوں کا طرز تکلم الگ، یہاں تک کہ ایک ہی ماں باپ کی اولادوں کے چہرے مہرے الگ الگ، کیا کوئی بڑا آرٹسٹ اور فنکار اس کی ادنی سی مثال پیش کر سکتا ہے اور پھر یہ کہ زبان اور رنگ و روپ کا اختلاف انسان کے لئے بہت بڑا انعام بھی ہے، کیونکہ اسی سے انسان کی شناخت و پہچان قائم ہوتی ہے، اگر تمام لوگ سرسوں کے پھول کی طرح ایک ہی رنگ و روپ کے ہوتے تو مختلف انسانوں کے درمیان امتیاز کرنا دشوار ہوتا، مگر قادر مطلق نے سب کے رنگوں کو جداگانہ بنایا، اور یہی ذات باری تعالیٰ کی تخلیق و صفت گری کا کمال ہے، تبارک اللہ احسن الخالقین۔ یہ اللہ کی ایسی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جس کو ہر آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے، اس لئے آیت کے اختتام پر ارشاد فرمایا ان فی ذلک لآیت للعلمین۔ ان میں بہت سے نشانیاں ہیں سمجھ رکھنے والوں کے لئے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا ماوی و ملجا بنائے اور اپنے تمام معاملات میں اسی سے رجوع کرے، اسی کے آگے دست سوال دراز کرے، کیونکہ جس انسان نے اپنے حقیقی مرکز سے انحراف کیا، اس کے حق میں ذلت و نکبت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا اور اس کی اخروی زندگی بھی تباہ ہوگی، اس لئے ہر انسان کو اللہ کی وحدانیت پر پختہ یقین ہونا چاہئے اور اسی سے حاجت روائی کرنی چاہئے۔

رسول رحمت کی عادت شریفہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران صحابہ کرام کے پیچھے رہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کا خیال رکھتے تھے، ان کو پیچھے بٹھالیتے تھے اور ان کے لئے دعائیں بھی فرماتے (مشکواۃ شریف باب آداب السفر)

وضاحت:۔ اس حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات سفر کو بیان کیا گیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ہوتے تو آپ دوران سفر صحابہ کے پیچھے رہتے اور اگر کوئی صحابی ضعیف و ناتواں ہوتے تو انہیں اپنی سواری میں سوار کر لیتے اور اس کے لئے دعاء بھی فرماتے، یہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے آداب کی طرف نشاندہی فرمائی کہ اگر کوئی شخص اپنی سواری سے کہیں جا رہا ہو اور راستہ میں کسی بوڑھے اور کمزور پر نظر پڑ جائے اور آپ کی گاڑی میں بٹھانے کی گنجائش بھی ہو تو اس کو بیٹھا لینا چاہئے، یہ انسانیت کا بھی تقاضہ ہے اور اخلاقی طریقہ بھی، یہ گرچہ معمولی سی بات ہے لیکن اس کے اثرات دوررس بھی ہیں اور دیررس بھی کہ اس طرح کے کار خیر میں تعاون کرنے سے آپسی تعلقات میں استواری آتی ہے اور برادرانہ اخوت و محبت کا جذبہ ابھرتا ہے، اس لئے کہ اللہ نے آپ کو سواری کی جو نعمت عطا کی ہے اس میں کمزوروں کا بھی حصہ ہے، ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ضعیف اور معذور لوگوں کی وجہ سے روزی میں برکت دیتا ہے، لہذا ان کی خبر گیری کرتے رہو اور ان کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرو، اس لئے اگر آپ ٹرینوں یا بسوں کے اندر سفر کر رہے ہوں اور کوئی دوسرا معذور یا کمزور کھڑا ہو تو آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ان کے لئے بھی جگہ نکالیں اور مناسب مقام پر بٹھائیں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اللہ اپنے بندہ کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، گویا ہر وہ نیک کام جو خاص اللہ اور اس کی مخلوق کے فائدے کے لئے کئے جائیں اور جس سے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو تو وہ عبادت ہے، مگر اکثر یہ دیکھا گیا کہ لوگوں کو صرف اپنے آرام و راحت کی فکر ہوتی ہے، بلکہ اگر کوئی گنجائش نکالنے کی درخواست بھی کرتا ہے تو ہم برانگیختہ ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات سخت و سست باتیں بھی زبان سے نکال دیتے ہیں، یہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے منافی ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہا سفر کرنے سے احتیاط برتنا چاہئے، دو چار آدمیوں کے ساتھ نظام سفر بنانا چاہئے، اس سے انسان بہت سے خطرات سے محفوظ رہتا ہے، جہاں اسباب سفر کی حفاظت و نگرانی میں سہولت پیدا ہوتی ہے، وہیں ایک دوسرے کے تعاون سے سفر کی مشقتیں بھی آسان ہو جاتی ہیں، اگر ہم میں کا ہر شخص ان چیزوں کا پاس و لحاظ رکھے تو سفر بھی وسیلہ ظفر بن سکتا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

خضاب کا شرعی حکم:

سر یا داڑھی کے بالوں میں مہندی کے علاوہ سیاہ رنگ یا لال رنگ کا خضاب لگانا کیسا ہے؟ مذکورہ خضاب لگا کر نماز ہوگی یا نہیں، کوئی امام لگائے تو ان کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب ---------- وباللّٰہ التوفیق

(۱) فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جبکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے کہ اپنے بالوں میں خضاب لگا کر اس کی سفیدی کو بدل ڈالو، البتہ سیاہ خضاب سے پرہیز کرنا۔ (صحیح مسلم: ۱۹۹/۲)

ایک دوسری حدیث میں سیاہ خضاب سے متعلق شدید وعید سناتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اخیر زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کا استعمال کریں گے، ایسے لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔ لہذا مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں سیاہ خضاب لگانا صحیح نہیں ہے، فقہاء کرام نے مکروہ تحریمی لکھا ہے، اس کے استعمال سے پرہیز لازم و ضروری ہے، البتہ اگر کوئی شخص سیاہ خضاب لگا کر نماز پڑھتا ہے تو اگرچہ سیاہ خضاب کے استعمال کی وجہ سے گنہ گار ہوگا؛ لیکن نماز ہو جائے گی، ہاں! اگر خضاب ایسا ہو کہ اس کے لگانے کی وجہ سے بالوں پر ایسی تہیں جم جاتی ہوں کہ بالوں تک پانی کا پہونچنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں وضو ہی نہیں ہوگا اور جب وضو نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

(۲) سیاہ خضاب لگانے والے امام کی امامت مکروہ ہے، البتہ اگر امام صاحب سیاہ خضاب کا استعمال ترک کر کے توبہ و استغفار کر لیں تو پھر ان کی امامت بلا کراہت درست ہوگی۔

(۳) سرخ خضاب کا استعمال شرعاً جائز و درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں خصی یا مرغا کی نذر:

زید نے منت مانا کہ میرا بیٹا جو بیمار ہے، صحت یاب ہو گیا تو مسجد میں مرغا یا خصی دیں گے، زید کا بیٹا صحت یاب ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس پر نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر وہ مرغا یا خصی مسجد میں دیتا ہے تو اس کو فروخت کر کے رقم مسجد میں لگائی جا سکتی ہے؟

الجواب ---------- وباللّٰہ التوفیق

ان ہی چیزوں کی نذر صحیح و درست ہے، جو عبادت مقصودہ کے قبیل سے ہو اور اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہو، لہذا صورت مسئولہ میں اگر زید نے یہ نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں مسجد میں مرغا دوں گا تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، کام ہو جانے کے بعد اس پر نذر کی ادائیگی لازم و ضروری نہیں ہے، البتہ اگر وہ اپنی مرضی و خوشی سے مرغا، مرغی مسجد میں دیدے تو اس کو فروخت کر کے رقم مسجد کے کاموں میں لا سکتے ہیں ---- اور اگر یہ نذر مانی کہ فلاں کام ہو گیا تو خصی مسجد میں دوں گا تو چونکہ اس کے جنس سے قربانی واجب ہے اور یہ عبادت مقصودہ میں سے ہے، اس لیے یہ نذر صحیح ہوگی اور کام ہو جانے کے بعد خصی کا تصدق لازم ہوگا، البتہ اس کا مصرف فقراء و مساکین ہے، مسجد میں اس کی رقم کا استعمال درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نکاح ثانی کی وجہ سے بیوی شوہر کے ترکہ سے محروم ہوگی:

زید کا انتقال ہو گیا، اس کی بیوی صبیحہ ناز نے کچھ عرصہ بعد نکاح ثانی کر لیا، اس کے مرحوم شوہر نے اپنی حیات میں مہر کی ادائیگی نہیں کی تھی اور نہ ہی صبیحہ ناز نے مہر معاف کیا تھا تو ایسی صورت میں وہ مہر کی حقدار ہوگی یا نہیں، نیز شوہر کی متروکہ جائیداد سے اس کو حصہ ملے گا یا نہیں، اگر ملے گا تو کتنا، عام طور سے ہمارے یہاں یہ بات مشہور ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد اگر اس کی بیوی دوسری شادی کر لیتی ہے تو وہ شوہر مرحوم کی جائیداد سے محروم ہو جاتی ہے، یہ بات کہاں تک درست ہے، نیز نکاح ثانی کو معیوب سمجھنا اور بری نظر سے دیکھنا کس حد تک صحیح ہے؟

الجواب ---------- وباللّٰہ التوفیق

نکاح ثانی کرنا کوئی جرم اور گناہ نہیں ہے، نہ ہی کوئی عیب کی بات ہے، اس کی وجہ سے عورت اپنے شوہر کی میراث اور مہر سے محروم نہیں ہوگی، کیوں کہ نکاح ثانی موانع ارث میں سے نہیں ہے، بلکہ جس طرح نکاح اولیٰ مسنون ہے، اسی طرح نکاح ثانی بھی مسنون اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا ذریعہ اور اجر و ثواب کا باعث ہے، چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وانکحوا الایامیٰ منکم. (سورۃ النور) (بیوگان کی شادی کر دیا کرو) ایامیٰ ایم کی جمع ہے جو ہر اس مرد و عورت کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو نکاح میں نہ ہو، خواہ نکاح ہی نہ کیا ہو، یا زوجین میں سے کسی ایک کی موت یا طلاق وغیرہ سے نکاح ختم ہو گیا ہے، ایسے مرد و عورت کے نکاح کے لیے اولیاء اور ان کے سرپرستوں کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان کے نکاح کا انتظام کریں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا، نماز فرض کا جب وقت آ جائے، جنازہ جب موجود ہو، بیوہ عورت کے نکاح میں جب کفو مل جائے۔ لہذا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نکاح ثانی کرنا عیب کی بات نہیں ہے، بلکہ اجر و ثواب کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے بیوہ شوہر کی جائیداد سے محروم نہیں ہوگی، بلکہ فوت شدہ شوہر کے مال سے مہر کے علاوہ میراث کی بھی حقدار ہوگی اور شرعی ضابطہ کے مطابق اسے حصہ ملے گا، لوگوں کا یہ کہنا کہ نکاح ثانی کی وجہ سے عورت کا حصہ ختم ہو جاتا ہے، شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے، ایسا کوئی مسئلہ شریعت کا نہیں ہے، چنانچہ بیوی کی دو حالتیں ہیں اور اسی حساب سے اس کو حصہ ملتا ہے، جس کو قرآن نے صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ (۱) اگر شوہر کا انتقال ہو گیا اور کوئی اولاد بیٹا یا بیٹی وغیرہ موجود ہے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا، (۲) اور اگر کوئی اولاد موجود نہیں ہے تو بیوی کو ربع یعنی چوتھائی حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۱۸/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶/دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

جماعت کا سبق

ہم پنج وقتہ نمازوں کی جماعت میں حاضر ہوتے ہیں، امام کی اقتدا کرتے ہیں، اس کے ہر عمل سے اپنا عمل ملاتے ہیں، وہ جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو ہم بھی تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، جب وہ رکوع میں جاتا ہے تو ہم رکوع میں چلے جاتے ہیں، وہ جب سجدہ میں جاتا ہے تو ہم بھی سجدہ میں چلے جاتے ہیں، اس کے تشہد پر ہم تشہد کرتے ہیں اور اس کے سلام پھیرنے پر نماز ختم کردیتے ہیں، امام کی ایسی اقتدا اور اتباع کو ہم جماعت کہتے ہیں، بازار میں جواز دحام ہے، اسے جماعت نہیں کہتے، پلیٹ فارم کی بھیڑ بھی جماعت نہیں کہلاتی، کیوں کہ وہاں صرف مجمع ہوتا ہے، ہر آدمی اپنی دُھن میں مگن، ہر ایک کے حرکات وسکنات الگ الگ اور ہر ایک کی مشغولیت جدا جدا، لوگ جب مسجد میں جمع ہوجاتے ہیں، باہر سے کوئی پوچھتا ہے کہ جماعت ہوگئی، لوگ کہتے ہیں کہ ابھی جماعت نہیں ہوئی، مسجد میں مقتدی حاضر ہیں اور امام بھی موجود ہے، لیکن جب تک مقتدی امام کی اتباع واقتداء کی نیت نہیں کرتے اور عملاً اس کی پیروی نہیں کرتے، اس وقت تک جماعت قائم نہیں ہوتی، اتباع واقتداء کی یہ خاص کیفیت جو مسجد میں پائی جاتی ہے، اسلام کا مطالبہ ہے کہ باہر کی زندگی میں بھی ایسا ہی ہو، ہم نماز کے علاوہ بھی اپنی زندگی، جماعت کے ساتھ گزاریں ہمارا ایک امیر ہو، ان کے کہنے پر چلیں، معروف میں اس کی بات سنیں اور مانیں، قرآن کریم میں جو اُولُو الأمْر کی اطاعت کی بات کہی گئی ہے اس کا یہی مطلب ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام جماعت کے بغیر نہیں ہے اور جماعت امارت کے بغیر نہیں، اور امارت اطاعت کے بغیر نہیں۔ ﴿لَا إِسْلَامَ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ وَلَا إِمَارَةَ إِلَّا بِطَاعَةٍ﴾

جب زندگی میں جماعت کا یہ تصور قائم ہوتا ہے تو اللہ کی نصرت اور مدد آتی ہے اسی کو ﴿يد الله على الجماعة﴾ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر آدمی انفرادی زندگی گزارتا ہے تو وہ بہت کمزور ہوتا ہے، یہ کمزوری ہر اعتبار سے آتی ہے اور جس طرح سے لکڑی کے ایک ٹکڑے اور رسی کے الگ الگ دھاگے کو آسانی سے توڑا جاسکتا ہے اسی طرح وہ شخص جو جماعت سے کٹ کر زندگی گزارتا ہے اس کی حیثیت کٹی پتنگ کی ہوتی ہے جس کو ہوا کے ہلکے جھونکے بھی نامعلوم سمت اڑا لے جاتے ہیں۔

پھر مسجد میں جو جماعت قائم ہوتی ہے اس میں بڑا چھوٹا نہیں دیکھا جاتا، ذات پات نہیں دیکھی جاتی، علاقائی اور لسانی بنیادوں پر تفریق نہیں ہوتی، مالک، مزدور، غریب وامیر، کالا گورا اور ہر علاقہ کا آدمی جماعت میں شریک ہوتا ہے، کسی کا نسب نہیں پوچھا جاتا ہے اور نہ زبان، نہ علاقہ پوچھا جاتا ہے نہ مشاغل، اسلام باہر کی زندگی میں بھی اسی سوچ کے پروان چڑھانے اور اسی فکر کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے، آدمی کے جماعت میں شریک ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتا ہے اور جن چیزوں پر اجمالی یا تفصیلی ایمان رکھنا ضروریات دین سے ہے وہ اس کا معتقد ہے۔

اسلام کی یہی وہ روشن تعلیمات ہیں جس کی وجہ سے بلال رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے، صہیب رضی اللہ عنہ روم سے آئے، سلمانؓ فارس سے آئے اور پتہ نہیں کتنے لوگ کن کن علاقوں سے آکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر ایک امت اور ایک جماعت بن گئے اور ان کی دربار رسالت میں ایسی پذیرائی ہوئی اور ایمان کی حلاوت نے ان کے قلب میں ایسا گھر کرلیا کہ وہ وہیں کے ہوکر رہ گئے، دنیا کی ساری آسائشوں کو تج دیا، بیوی بچے تک کو چھوڑنا گوارہ کرلیا، لیکن ایک امت اور ایک جماعت بن کر زندگی گزارنے کا جو تصور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا تھا، اس سے سرمو انحراف کو تیار نہیں ہوئے، اس وحدت اور جماعت نے ان کو پوری دنیا میں غالب کردیا۔ اور اسلام کا جھنڈا سارے عالم پر لہرانے لگا۔

عالمی سمینار

''قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ حیات وکارنامے'' کے عنوان سے رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام عالمی سمینار کا مونگیر میں کامیاب انعقاد کیا گیا، ملک وبیرون ملک کے بڑے علماء، پروفیسران، دانشوران اور محققین نے حضرت مونگیری کی زندگی کے بیشتر گوشوں کا اپنے مقالوں میں احاطہ کیا، جس کی وجہ سے حضرت مونگیریؒ کی وسیع خدمات سے بڑا حلقہ متعارف ہوا، سمینار کا انتظام وانصرام قابل تعریف اور لائق تقلید تھا، سمینار کی تین نشستوں میں دبئی، مصر، بنگلہ دیش، نیپال وغیرہ سے آئے محققین کے علاوہ ہندوستان کے بڑے مدارس دار العلوم دیوبند، دار العلوم وقف، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ اور امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی بھی اچھی نمائندگی تھی، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، پنجاب یونیورسٹی، گرونانک یونیورسٹی امرتسر کے نمائندوں کے ساتھ بہت ساری معروف شخصیتیں سمینار میں موجود تھیں، یہ کامیاب سمینار حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی تصرفات ظاہری وباطنی کا مظہر کامل تھا، اس قسم کے سمینار کے انعقاد سے اکابر کی زندگی کو سمجھنے، ان کے نقش قدم پر چلنے اور مشکل حالات میں کام کرنے کا حوصلہ ملتا ہے، ان کی زندگی کے واقعات اور کام کے سلسلے میں ان کی وارفتگی سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جو کام اس لائق ہے کہ اسے کیا جائے وہ اس لائق بھی ہے کہ اسے اچھی طرح کیا جائے، اپنے مسائل کے حل کے لیے دوسروں کا سہارا لینے کے بجائے اپنی قوت وصلاحیت پر اعتماد کرکے کام کو آگے بڑھایا جائے، ایسے ادارے وجود میں لائے جائیں جس سے فارغ ہونے والے طلبہ قدیم وجدید علوم سے آراستہ ہوں اور پوری سیاسی بصیرت اور قائدانہ مزاج کے ساتھ دین کے تحفظ میں لگ سکیں، اس کے علاوہ یہ پیغام تو اظہر من الشمس کی طرح سامنے آیا کہ جو بھی کام خلوص وللّٰہیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس میں اللہ کی نصرت ومدد ضرور شامل ہوتی ہے، اس سمینار سے اگر یہی باتیں ہمارے قلب وجگر میں جم گئیں تو ہماری زندگی کے نقشے کو بدلنے کے لئے کافی ہے۔

اِن کاؤنٹر

پرینکا ریڈی اجتماعی آبروریزی معاملہ میں پولیس نے چاروں ملزمین کو اِن کاؤنٹر کے بہانے حیدرآباد سے باہر لے جاکر موت کی نیند سلا دیا، یہ ان کاؤنٹر اس جگہ کیا گیا، جہاں درندوں نے اس شرمناک کام کو انجام دیا تھا، پولیس کا کہنا ہے کہ صبح سویرے ان ملزمین کو اس جگہ لے جایا گیا تھا، تاکہ ان کی موجودگی میں اس جگہ کا معائنہ کیا جائے اور متاثرہ کے موبائل اور دوسری اشیاء جو انہوں نے چھپا رکھے تھے، اس کی برآمدگی کی جاسکے، اس جگہ جاکر ملزمین نے پولیس سے ہتھیار چھیننے کی کوشش کی اور پتھر پھینک کر بعض پولیس والے کو زخمی کردیا، نتیجہ میں پولیس نے گولی چلائی اور چاروں ڈھیر ہوگیے، اس ان کاؤنٹر پر پولیس والوں کو موجود بھیڑ نے شاباشی دی، ان کی حمایت میں نعرے لگائے اور پھولوں کی بارش کی، مٹھائیاں بانٹی گئیں اور پارلیامنٹ کے اراکین تک نے اس کی سراہنا کی۔

اس سے انکار نہیں کہ جن لوگوں نے پرینکا ریڈی دشا کی زندگی کا خاتمہ کیا، ان کے لیے سزائے موت بھی کم ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سزائے موت دینے کا اختیار پولیس یا بھیڑ کو ہے، یہ ٹھیک ہے کہ ان ملزمین کے خلاف عوام میں شدید ردعمل تھا، بھیڑ کی خواہش تھی کہ اسے ان کے حوالہ کردیا جائے، تاکہ ان کو کیفر کردار تک پہونچا دیا جائے، لیکن ہندوستانی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا کہ عوام قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں، اسی لیے عدالت نے ان چاروں کو عدالتی ریمانڈ پر دیا تھا تاکہ پوچھ تاچھ کی کارروائی مکمل ہوسکے، اور اس حوالہ سے پولیس کو چارج شیٹ تیار کرنے میں سہولت ہو، ابھی ابتدائی کارروائی چل رہی تھی کہ پولیس نے اس کا انکاؤنٹر کرکے اس مقدمہ کو ختم کردیا۔

انکاؤنٹر جس افسر کی نگرانی میں کیا گیا، وہ ۱۹۹۶ بیچ کے آئی پی اس ہیں اور ان کی شناخت ان کاؤنٹر افسر کے طور پر مشہور ومتعارف ہے، اب تک وہ تین انکاؤنٹر کرچکے ہیں، ان کا نام وی سی سجنار ہے، ۲۰۰۸ء میں وہ وارنگل کے اس پی تھے جب ایک موٹر سائیکل پر سوار تین نوجوانوں نے انجنیرنگ کی دو طالبہ پر تیزاب پھینکا تھا، اس سلسلے میں تین مشتبہ نوجوانوں کی گرفتاری عمل میں آئی اور سجنار نے وارنگل سے تیس کلومیٹر دور لے جاکر ان تینوں کو جنگل میں گولی ماردی تھی، اگست ۲۰۱۶ء میں نکسل مخالف مہم میں اسی سجنار نے ایک سابق نکسلی محمد نعیم کو حیدرآباد سے باہر لے جاکر ان کاؤنٹر کے بہانے قتل کردیا تھا، تیسرا واقعہ حالیہ ہے، تینوں میں سجنار نے شہر سے باہر ان کاؤنٹر کیا اور ان کاؤنٹر کی جو وجوہات بیان کیں ان میں یکسانیت ہے، تینوں میں ملزمین نے پولیس پر حملہ کیا اور پولیس نے اپنے تحفظ میں ان ملزمین کو گولیوں سے بھون ڈالا۔

موجودہ انکاؤنٹر کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ چار ملزمین تھے اور پولیس والے پندرہ تھے، یعنی ایک کم ایک ملزم پر چار چار لوگ، اتنے بڑے ملزم کو ہتھکڑیاں پہنا کر ہی پولیس لے گئی ہوگی، ظاہر ہے جائے وقوع پر ان کی ہتھکڑیاں کھول دینے کا کوئی جواز نہیں سمجھ میں آتا، اگر ہتھکڑیاں نہیں کھولی گئیں تھیں تو ان کے لیے حملہ کرنا کیوں کر ممکن ہوا اور اگر کھولی گئی تھیں تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ وہ بھاگیں، پولیس پر حملہ کریں اور پولیس اس بہانے موت کی نیند انہیں سلادے، یہ کیسی عجیب وغریب بات ہے کہ چار ملزمین ہماری تربیت یافتہ پولیس سے پستول چھین کر ان پر فائرنگ کرنے لگیں ان کے سارے نشانے خطا ہوجائیں اور دو ملزمین کے ذریعہ چلائے جارہے پتھر سے ہماری جان باز پولیس کو سر پر معمولی چوٹ آئے، ظاہر ہے یہ کہانی عقل کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی، اس لیے اس انکاؤنٹر پر مختلف سطح سے جو سوالات کیے جارہے ہیں، اس کی بالکل ان دیکھی نہیں کی جاسکتی، اسی لیے ہندوستان کے چیف جسٹس بوبڈے نے اسے غلط قرار دیا، اور کہا کہ انصاف انتقام نہیں ہے، انسانی حقوق کمیشن اور وزارت داخلہ نے بھی اس انکاؤنٹر کی رپورٹ طلب کی ہے، کانگریس رکن پارلیمان کارتی چدمبرم نے کہا کہ اس طرح کے مڈبھیڑ اور قتل ہمارے نظام کے لیے داغ ہیں، پولیس کا جو کام کرنے کا طریقہ ہے اس میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے، ۷/اپریل 2015ء کو حیدرآباد کی پولیس نے پانچ افراد کو ان کاؤنٹر میں ہلاک کردیا تھا، الزام ان پر بھی یہی تھا کہ انہوں نے پولیس پر حملہ کردیا تھا، لطیفہ یہ تھا کہ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور مار کر کے ان کے ہاتھوں میں رائفل پکڑا دیے گیے تھے، چھتیس گڈھ پولس نے گاؤں کے رہنے والے لوگوں کو نکسلی کہہ کر بڑی تعداد میں مار ڈالا تھا، جن میں کم عمر کے بچوں کی اچھی تعداد تھی، اسے بھی ان کاؤنٹر کا ہی نام دیا گیا۔

ایسے میں مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ان چاروں ملزمین کو جن کے بارے میں یقین سے یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ یہ گھنونی حرکت انہیں چاروں کی تھیں، پولیس نے مار ڈالا، مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ خوشیاں منا رہے ہیں اور عدالت سے باہر پولیس کے اس جرم کو صحیح سمجھ رہے ہیں، ان کا بھروسہ عدالتی نظام سے اٹھ گیا ہے، تبھی تو وہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ پولیس کرے، اور بھیڑ کے ذریعہ سزا دی جائے، یہ ایک خطرناک رجحان ہے، اس رجحان کے فروغ پانے کا مطلب یہ ہے کہ پھر عدلیہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے اور عوام جس کو چاہیے مجرم گردان کر زندگی سے اسے آزاد کردے، یہ رجحان ملک کے سارے تانے بانے اور جرم وسزا کے نظام کو ختم کرنے کے مترادف ہے، اس لیے پولیس یا بھیڑ کے ذریعہ کسی ایسے اقدام کی ہم مذمت ہی کرسکتے ہیں۔

یاد رفتگاں

مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

: مولانا رضوان احمد ندوی

افسوس ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم دین، مشہور اہل قلم، ادیب وانشاء پرداز، مفتی اعظم پنجاب حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی طویل علالت کے بعد ۸۲ر برس کی عمر میں، مالیر کوٹلہ پنجاب میں ۵ر دسمبر ۲۰۱۹ کو رحلت کر گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کی پہلی نماز جنازہ مالیر کوٹلہ اور دوسری احاطہ مولسری دارالعلوم دیو بند میں ادا کی گئی، بعدازاں قاسمی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، مفتی صاحب ان علماء میں تھے جو اسلامی علوم سے واقف ہونے کے ساتھ زمانے کے حالات، قوم وملت کے مسائل اور اپنے ملک اور دنیائے اسلام کے واقعات سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے، بلاشہ ان کے انتقال سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔

مفتی صاحب کا آبائی وطن قصبہ دیو بند ہے، جو دنیا کے نقشہ پر دینی تعلیم کا ایک روشن نشان ہے، اور کئی علمی اور دینی خانوادہ کا گہوارہ ہے، انہیں خانوادوں میں ایک خانوادہ عثمانی بھی ہے جو اپنی علمی ودینی صلاحیت اور شرافت کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتا ہے، مفتی صاحب کا تعلق اسی عثمانی خاندان سے تھا آپ کے پدر بزرگوار قاری جلیل الرحمٰن عثمانی بڑے عالی مرتبت بزرگ اور حافظ قرآن تھے اور آپ کے پردادا مولانا فضل الرحمٰن عثمانی دارلعلوم دیو بند کے قائم کرنے والے بزرگوں کے کارواں میں شریک تھے، اسی علمی ماحول میں مفتی صاحب کی پرورش وپرداخت ہوئی، دارالعلوم سے فضیلت کرنے کے بعد دو سال اسلامی یونیورسیٹی مدینہ منورہ میں تعلیم پائی، وہاں سے فراغت کے بعد غالبا ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۳ء تک دارالعلوم میں درس وتدریس سے منسلک ہو گئے اور فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے، فن افتاء میں اس قدر مہارت تھی کہ مشکل ترین مسائل پر بھی برجستہ فتویٰ تحریر فرما دیتے تھے، ان کی فقہی عظمت کا اعتراف پورے ملک میں کیا گیا، ۱۹۷۳ء کی بات ہے کہ دارالافتاء مالیر کوٹلہ پنجاب میں مفتی حمید حسن صاحب کے ریٹائرڈ ہونے کی وجہ سے یہ عہدہ خالی ہو گیا، چنانچہ بزرگوں کے مشورہ سے آپ ۱۲ر جنوری ۱۹۷۳ء کو مالیر کوٹلہ چلے گئے جہاں ایک مقبول ترین عالم دین وفقیہ کی حیثیت سے متعارف ہوئے، انہوں نے یہاں کے دارالافتاء کو وسعت دی، اس کے نظام وطریقہ کار کو چست ودرست بنایا جس کا چرچا مالیر کوٹلہ میں ہونے لگا۔ اس موقع پر ان کی فتویٰ نویسی پر مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیو بند نے تصدیقی تحریر عنایت کی اور لکھا کہ ''مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی ۱۳۷۶ء میں باقاعدہ دارالافتاء میں داخل ہوئے، اس کے بعد فتویٰ نویسی کے کام پر لگائے گئے، پھر ۱۳۷۹ھ میں ان کو مدرسہ نے شعبہ تعلیمات میں لے لیا، مگر چونکہ ان کو فن افتاء اور فتویٰ نویسی سے شغف اور مناسبت کافی تھی اس لئے اپنے شوق ومحنت سے مشق افتاء باقی رکھا اور آج آپ کی ریاست مالیر کوٹلہ کے مفتی ہیں، موصوف نے کبھی کبھی اپنے لکھے ہوئے جوابات وفیصلے تصدیق کے لئے دارالافتاء دارالعلوم بھی بھیجا ہے، اس لئے احقر کو ان کے تحریر کردہ جوابات وفیصلہ مقدمات اور ان کی مسلیں دیکھنے اور معائنہ کرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے، الحمدللہ موصوف میں فتویٰ دینے کی اور منصب افتاء وقضا سنبھالنے کی بہترین صلاحیت اور اس کا بہترین سلیقہ موجود ہے اور امید ہے کہ آئندہ اور کامیاب مفتی وقاضی ہوں گے۔ (دستخط مفتی نظام الدین ۱/۳/۹۸ھ) ان دعائیہ کلمات سے مفتی صاحب کو بڑی تقویت ملی اور اسلامی شریعت کے احکام کی وضاحت میں کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا، آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۹۷۵-۱۹۷۶ میں ملک کے اندر جبری نسبندی کا زور تھا، ہر طرف خوف ودہشت کا ماحول تھا، حکومت کے خلاف لکھنے اور بولنے والے کی زبانیں بند تھیں، ایسے مشکل حالات میں ہم سب کے مخدوم امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ نے قلم اٹھایا، اور نسبندی کے خلاف آواز بلند کی، اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا، اس موضوع پر ''خاندانی منصوبہ بندی'' کے نام سے ایک رسالہ مرتب کیا اور ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کرایا، ادھر پنجاب میں حکومتی سطح پر یہ مسئلہ زور پکڑ چکا تھا، کچھ احباب مقامی مفتیان کرام کے جواز کا فتویٰ لے کر گھوم رہے تھے، مفتی صاحب نے میدان سنبھالا اور اس کے عدم جواز پر پوری جرأت حق کے ساتھ فتویٰ صادر کیا، انہیں اپنے فتاویٰ سے رجوع کرنے کے لئے دباؤ بنایا گیا، دھمکیاں دی گئیں، دنیا کی دولت کی پیش کش بھی ہوئی، مگر اللہ کے اس بندہ نے خوف ولالچ سے بے نیاز ہو کر کلمہ حق بلند کیا ان کی اس ثبات قدمی کے نتیجہ میں مالیر کوٹلہ کے مسلمان جبری نسبندی سے بچ گئے، جو ان کا ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، بلاشبہ مفتی صاحب بڑے متحرک اور فعال عالم دین تھے، مالیر کوٹلہ آنے کے بعد انہوں نے یہاں دینی تعلیم کے لئے ایک ادارہ کی بنا ڈالی اور تعلیم کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ''تعمیر سیرت'' اور ''دارالسلام'' کے نام سے رسالہ بھی جاری کیا، جس کے ذریعہ مسلمانوں کی دینی تربیت اور اسلامی فکری آبیاری کرتے رہے، انہوں نے مالیر کوٹلہ میں چالیس سال کا عرصہ گذارا اور اس عرصہ میں درجنوں دینی ادارے، مکاتب اور مساجد کی تعمیر کروائی، درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ قدرت نے ان کی زبان وبیان میں بڑی لطافت اور بلا کی چاشنی عطا کی تھی، ان کی تقریر وتحریر سے ہر کوئی متاثر ہوتا تھا، وہ چونکہ معلم بھی رہے اس لئے ان کے اندر تفہیم کی غیر معمولی صلاحیت تھی، انہوں نے متعدد عالمانہ ومحققانہ کتابیں بھی تصنیف کیں، مسلم شریف کی شرح تفہیم المسلم کو علمی حلقوں میں مقبولیت حاصل ہوئی اس کے علاوہ عربی نصاب کی کئی درسی کتابیں مبادی الصرف، معلم الصرف، تعلیم الصرف، رہنمائے عربی وغیرہ مرتب کیں، انسانی معاشرہ کو صحیح سمت میں لگانے کے لئے آسان زبان میں متعدد اثر انگیز اصلاحی کتابچے بھی تحریر کئے، دختر کشی کی لعنت اور اس کا حل، پینا حرام ہے، شادی مبارک، اسلام نے عورتوں کو کیا دیا، ان کے مقبول رسالے ہیں، جسے اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، خانقاہ رحمانی مونگیر نے شائع کیا، ان کتابچوں پر ہمارے مخدوم امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کا بیش قیمت مقدمہ بھی شامل ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

تنقیدی معروضات

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ظفر انصاری ظفر ابن عبدالرحیم انصاری (ولادت ۵ر جون ۱۹۷۶ء) کا شمار نئی نسل کے ان نقادوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے کم وقت میں اپنی تنقیدی معروضات کے ذریعہ اس میدان میں اپنی جگہ بنالی ہے، ان کا جنچا تلا لہجہ اور شعر وادب کے در وبست تک ان کی پہونچ نے قاری کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا کام کیا ہے، مظفر پور کی سرزمین سے اٹھنے والے اس نقاد کی خدمات ادبی سرگرمی، شعر وشاعری، تحقیق وتنقید، تصوف وسلوک اور نثر میں بھی انتہائی نمایاں ہے، انہوں نے مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی سے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے امتحانات دیے، جواہر لال نہرو یونیورسٹی (JNU) دہلی سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی اور ان دنوں الہ آباد یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ اردو میں کام کر رہے ہیں اور اپنے بعد کی نسل میں اردو زبان وادب کا شوق پیدا کرنے اور انہیں علمی میدان میں آگے بڑھانے کے لیے مشغول اور کمربستہ ہیں۔ ان کی مختلف موضوعات پر جو کتابیں چھپ چکی ہیں، ان میں روٹی جیسا چاند، موسم بدل رہا ہے، روح کا سایہ اور ان کے ذریعہ لکھے گئے مقدمات کا مجموعہ نئے مقدمے (مرتب: عمیر حسامی) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تین سوانسٹھ صفحات میں پینتیس (۳۵) تنقیدی مضامین کا یہ مجموعہ ظفر انصاری ظفرؔ کی تنقیدی بصیرت کی آئینہ دار ہے، اسے انہوں نے تنقیدی معروضات کا نام دیا ہے، عرض ومعروض، ہلکی چیز ہے، لیکن جب مزاج میں تواضع اور انکساری ہو تو وقیع تنقیدی مضامین بھی معروضات کے ذیل میں آجاتے ہیں، ظفر انصاری ظفرؔ اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں بہت صاف لفظوں میں ہمیں بتاتے ہیں کہ ''ان مضامین کے یکجا کرنے کے پس پشت یہ جذبہ ہرگز کارفرما نہیں ہے کہ ادبی دنیا میں میری شناخت ایک محقق اور نقاد کی ہو جائے، بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اگر ان مضامین کو یکجا نہیں کیا جاتا تو شاید یہ مختلف رسالوں اور فائلوں میں پڑے رہتے اور ایک دن دست برد زمانہ کی نظر ہو جاتے''۔

کتاب کا انتساب پروفیسر نجم الہدیٰ کے نام یہ کہتے ہوئے کیا گیا ہے کہ ''جن کی تحریروں نے میرے اندر تحقیقی وتنقیدی شعور پیدا کیا، اس کتاب پر مقدمہ پروفیسر قدوس جاوید سابق صدر شعبۂ اردو کشمیر یونیورسٹی نے لکھا ہے اور تنقید کو ادب کے ذوق وشعور کا استعارہ قرار دیا ہے، فلیپ پر تعارفی کلمات مصنف کے استاذ اور شعر وادب، تنقید وتحقیق کی نمایاں شخصیت ڈاکٹر منظر اعجاز کی ہے، انہوں نے ظفر انصاری ظفر کے اس مجموعہ پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''ظفر نے بھی تفہیم شعر اور تنقید فن میں اپنے ذوق ووجدان اور اپنی بصیرت وبصارت سے کام لیا ہے اور متن نما بارود کی ٹکیہ میں فتیلہ لگا کر معانی ومفاہیم کی پھُل جھڑیاں چھوڑی ہیں، جو رنگا رنگ اور بوقلموں ہونے کے ساتھ ساتھ خوش ترنگ وخوش آہنگ بھی ہیں۔''

پروفیسر قدوس جاوید نے اپنے تفصیلی مقدمہ میں بہت تفصیل سے ظفر انصاری ظفر کی شعری تخلیقات اور تنقیدی معروضات کا جائزہ لیا ہے اور اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ''ظفر انصاری ظفر نئی نسل کے ایک تعمیری ذہن رکھنے والے وسیع المطالعہ، غیر جانب دار اور صاحب فکر ونظر نقاد ہیں۔'' ظفر کی تنقید کی زبان سادہ اور ترسیلی؛ لیکن معنویت سے بھرپور ہے۔'' (صفحہ ۲۶)

تنقیدی معروضات میں شامل مضامین میں کوئی خاص ترتیب نہیں ہے اور نہ ہی ان مضامین کو ابواب کے ذیل میں رکھ کر کوئی درجہ بندی کی گئی ہے، حالاں کہ آج کل جو کتابیں آرہی ہیں ان میں مضامین کی مختلف جہات سے درجہ بندی کی جاتی ہے، ایسا شاید انہوں نے اس لیے نہیں کیا ہو کہ بیشتر مضامین شعراء کرام پر ہی ہیں، جن شعراء کی شاعری پر تنقیدی معروضات پیش کیے گیے ہیں، ان میں میر مومن، حالی، شاہ تراب علی قندر، آسی غازی پوری، اکبر الہ آبادی، عزیز صفی پوری، عطا کاکوی، خمار بارہ بنکوی، صبا نقوی، فضا ابن فیضی، ناز قادری، منظر اعجاز، سردار شفیق، بدر محمدی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، مصنف گردوسرا باب باندھتے تو اس میں مندرجہ ذیل کتابوں پر لکھے گیے تنقیدی مضامین، چراغ حرا، نغمات الاسرار فی مقامات الابرار، اردو نظموں میں قومی یکجہتی کے عناصر، مثنوی کرب حال، کلیم الدین احمد کی تنقید نگاری، غبار خاطر اور تفہیم غالب، اردو تھیٹر منظر اور پس منظر، ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب میں صوفیاء کا حصہ، پریم چند کی افسانہ نگاری، جنگ جاری ہے، اعجاز نظر، چار چہرے، یادگار حالی، اردو صحافت کی موجودہ صورت حال، معاصر افسانہ، لحاف، لالہ رخ، جیسے مضامین کو رکھا جا سکتا تھا، جن میں مطالعات کی روشنی میں جائزہ پیش کیا گیا ہے اور قاری ان کتابوں کے مندرجات سے اس تجزیہ کی روشنی میں کسی نتیجہ پر آسانی سے پہونچ جاتا ہے۔

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس کے ذریعہ چھپی اس ضخیم کتاب کی قیمت تین سو پچاس روپے ہے، قیمت ہم نے لکھ دیا ہے، مصنف نے اسے ہدیہ سے تعبیر کیا ہے کیوں کہ علم وفن کی کوئی قیمت لگائی نہیں جاسکتی، مکتبہ جامعہ نگر نئی دہلی سے اسے حاصل کیا جا سکتا ہے، کتاب کی طباعت اور کاغذ عمدہ ہے، ہارڈ بائنڈنگ میں جلد مضبوط ہے، جس پر الگ سے لگا ہوا فلیپ خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے، ٹائٹل کے اوپر جو تحریری آرٹ پیش کیا گیا ہے اس کی اپنی معنویت ضرور ہوگی، لیکن ہم جیسے کور چشموں کو جن کو تجریدی آرٹ سے کسی درجہ میں مناسبت نہیں ہے، رنگوں کی لیپا پوتی ہی نظر آتی ہے، اردو کے قارئین تجریدی آرٹ کے سلسلہ میں کچھ زیادہ ہی بدذوق ہیں، اس لیے اس کی تہہ در تہہ معنویت تک شاید ہماری طرح وہ بھی نہیں پہونچ سکیں، کتاب اغلاط سے پاک چھپی ہے، دو چار غلطیوں کا پروف ریڈر کی نگاہ سے بچ کر نکل جانا کوئی ایسی قابل ذکر بات نہیں ہے، کتاب

قطب عالم حضرت مولانا سید علی مونگیریؒ اور تصوف

مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ پٹنہ

’’تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے، کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہوسکا، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کے لئے آجاتا تھا اور اسکو اتنی قوت وتوانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی‘‘۔ (ایچ اے آر گب: آکسفورڈ یونیورسٹی)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک علماء ومشائخ، اہل علم اور اصحاب باطن کی طرف خلق خدا نے رجوع کیا ہے، اور ان کی صحبت وقربت سے فیضان حاصل کرکے دل کو دل بنایا ہے، اودین کی حقیقی لذت اور چاشنی سے اپنے قلوب کو منور کیا ہے۔ ساتھ ہی صوفیاء اور مشائخ نے دین کی اشاعت اور اصلاح امت کے لیے روحانی طاقت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ آج دین کی جو چمک دمک نظر آرہی ہے یہ سب فیض ہے انہیں بوریہ نشیں صوفیاء، مشائخ اور علماء ربانی کا، اسی سلسلۃ الذھب کی ایک مضبوط کڑی قطب عالم حضرت مولانا سید علی مونگیریؒ کی ذات گرامی ہے، آپ کے دل میں عشق الٰہی کی ایسی شمع اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ چراغ روشن ہوا جس نے کفر والحاد اور جہالت وغفلت کے دبیز پردے کو چاک کرکے صرف بہار و ہند ہی نہیں بلکہ بیرون ہند کو منور روشن کردیا۔

قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ انیسویں صدی کے صاحب فضل وکمال نقشبندی عالم ربانی مرشدو مصلح حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے محبوب ترین قابل اعتماد وبھروسہ مند نامور مرید وخلفاء میں سر فہرست خلیفہ ومجاز اور روحانی وارث ہیں۔

حضرت مونگیری، پختہ علم کے ساتھ ساتھ دریائے معرفت الٰہی کے گہرے شناور تھے، انہیں یہ عظیم دولت شیخ طریقت اعلیٰ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی صحبت بافیض میں حاصل ہوئی۔

حضرت مونگیری ان عالم ربانی اور صوفیاء میں سے تھے جو معرفت الٰہی کا سمندر پی جانے کے بعد بھی ڈکار نہیں لیتے تھے، وہ بہت گہرے تھے ان کی گہرائی کا اندازہ لگانا مشکل اور دشوار ہے، حضرت قطب عالم مونگیری کی شخصیت میں علم وفضل زہد وتقویٰ عشق ومحبت کا ایسا چراغ روشن تھا جس سے نہ جانے کتنے چراغ روشن ہوئے، حضرت مونگیریؒ مختلف الخیال علماء کا حسین سنگم تھے، ان کی مجلس میں جہاں علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی، مولان سید سلیمان ندوی مولانا عبدالشکور لکھنوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا ظہور الاسلام فتح پوری ہوتے تھے وہیں مولانا ابراہیم سیالکوٹی (اہلحدیث) مولانا ثنار احمد کانپوری جیسے مشاہیر علماء تشریف فرماں ہوتے، حضرت کی ذات گرامی جامعیت وتوازن کا ایک ایسا نادر مرقع ہے جس کی مثال اس دور میں مشکل سے ملے گی۔

ایک روز یہ فقیر حضرت مولانا مرشد فضل رحمٰن علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس خیال پر سخت گریہ ہورہا تھا کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے، حضرت ممدوح نے تسکین دی اور فرمایا کہ ایک روز ہمیں بھی ایسی حالت تھی، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور تسکین فرمایا کہ تم کیوں اپنے لیے اس قدر روتے ہو، تم کیا، تم سے جو محبت رکھے گا وہ بھی نجات پائے گا۔ شاہاں چہ عجب گر بنواز دگدارا (سلاسل محمدیہ صفحہ ۱۲)

حضرت مونگیری فرماتے ہیں کہ حضرت فضل رحمٰن نے فرمایا: ’’اس رحیم وکریم نے بذریعہ الہام مجھے مخاطب کر کے فرمایا: غفرت لک ولمن توسل بک الی یوم القیامۃ‘‘ یعنی میں نے تجھے بخشا اور قیامت تک جو تیرا وسیلہ پکڑے اور تیرے سلسلہ میں داخل ہوا سے بخشا۔

حضرت شاہ ابوبکر چرم پوش نے ایک مرتبہ فرمایا: میری نسل کبھی ولایت سے خالی نہ رہے گی۔‘‘ یہ سلسلۃ الذہب حضرت مونگیری سے لے کر اب تک ان کی اولاد میں جاری ہے، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر آسمان رشدوہدایت کے چمکتے اور روشن ستارے ہیں۔

امیر شریعت خامس حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جو عالم ربانی، مصلح امت ومرشد اور صاحب نسبت روحانی پیشوا اور بافیض بزرگ تھے۔ ۱۹۷۳ء میں حضرت امیر شریعت رابعؒ نے حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ نائب امیر شریعت کے انتقال کے بعد نائب امیر شریعت نامزد فرمایا تھا۔ حضرت امیر شریعت رابعؒ کی حیات تک اس منصب پر فائز رہے، ان کے وصال کے بعد ۳۱/ مارچ ۱۹۹۱ء میں آپ امیر شریعت خامس منتخب ہوئے، حضرت امیر شریعت رابع کے بارے میں فرماتے تھے۔

’’حضرت امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ اپنی ولایت کو اجتماعی کی خدمت کی چادر میں چھپا رکھا تھا، لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے، کہ وہ ولایت کے کس مقام پر ہیں، مگر جب وہ خانقاہ رحمانی میں اپنے حجرے کے پچھم طرف سائبان میں خصوصی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے تو ان کی ولایت چھپتی نہیں تھی، سمجھنے والے سمجھ جاتے تھے کہ کہاں اور کس کی مجلس میں ہیں۔‘‘

ایک موقع پر جامعہ رحمانی کی تقریب میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ’’یہ باعث فخر ورشک ہے کہ مونگیر کی سرزمین میں علم کے دو سوتے اور دو چشمے ایک ساتھ جاری ہیں، دونوں میں ایسا سنگم ہے کہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ ایک چشمہ شریعت ہے تو دوسرا چشمۂ معرفت، ایک چشمہ علوم ربانی کا ہے تو دوسرا چشمہ معرفت ایزدی کا، جامعہ رحمانی کی عمارت سے جلال علم آشکارا ہے تو کاشانۂ رحمانی سے جمال معرفت ہویدا ہے۔‘‘

ایک مخلص نے آپ کے بعد آپ سے خانقاہ کے مستقبل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے برجستہ جواب دیا۔ ’’خانقاہ آج سے بہتر انداز پر چلے گی، ولی سلمہ اس ذمہ داری کو اچھی طرح نبھائیں گے، پوری طرح ان کی تربیت کردی گئی ہے، اور وہ ہر طرح اس کے اہل ہو چکے ہیں۔‘‘

آج بھی خانقاہ رحمانی قطب عالم حضرت مونگیریؒ کی روحانی خدمات، قطب زماں امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کی توجہات اور موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی ریاضت ومجاہدات کے روحانی اثرات سے عوام وخواص کا اصلاح باطن کے لیے جم غفیر کا رجوع دیکھنے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتا ہے، موجودہ سجادہ نشیں نے اس مرکز رشد وہدایت کی مرکزیت و جامعیت کو روحانیت کا سمندر بنادیا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے والد محترم حضرت سید حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمہ مہاجر مدنی حضرت مولانا فضل رحمٰنؒ سے شرف بیعت رکھتے تھے، اور حضرت مونگیریؒ سے پیر بھائی کا رشتہ تھا، جب حضرت سید حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تو حضرت شیخ الاسلام بھی والد محترم کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، اور درس حدیث دینے لگے، اس زمانہ میں حضرت حبیب اللہ صاحب نے حضرت مونگیری کی خدمت میں ایک نادر اور قیمتی تحفہ بھیجا اور اپنے مکتوب گرامی میں لکھا کہ: ’’مولوی حسین احمد کے شاگرد آغا حسین خان کے والد روضۂ اقدس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرمت کا کام انجام دے رہے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانہ مبارک سے ایک پتھر ان کو ہاتھ آیا، نہ معلوم کتنے عرصہ سے اس پتھر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت ومصاحبت نصیب ہوئی، معمار نے وہ پتھر اپنے لڑکے کو دیا کہ شیخ مدنی کو تحفہ میں دے دو، اور مولوی حسین احمد نے میرے حوالہ کیا، میں اپنے کو اس تبرک کے قطعاً لائق نہیں سمجھتا اور بجز آپ کے کوئی اس کا حقدار بھی نظر نہیں آتا، اس لیے یہ تبرک آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، قبول فرمائیں، یقین ہے کہ جب تک یہ تبرک آپ کے پاس رہے گا اہل خاندان اس کے فیض وبرکت سے مستفیض ہوتے رہیں گے اور ہر فتنہ وبلا سے محفوظ رہیں گے۔‘‘ موجودہ سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آج بھی وہ خط اور پتھر بحفاظت موجود ہے۔

خلاصہ یہ کہ عارف باللہ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری قدس سرہ سلوک وتصوف کے اس اعلیٰ مدارج پر فائز تھے جس پر فرشتے رشک کرتے ہیں، اور خالق کائنات خزانہ کائنات کے اس شاہکار پر ناز کرتا ہے، جو نتیجہ اور ثمرہ ہے عشق الٰہی اور محبت الٰہی کا۔

قرآن پاک میں اس حقیقت کو مختلف جگہوں میں واضح کیا گیا ہے کہ خدا اور اس کے بندوں کا رشتہ محبت کا رشتہ ہے اور سچی عبودیت اس کی عبودیت ہے، جس کے لیے معبود صرف معبود نہ ہو بلکہ محبوب ہو۔ حضرت مونگیریؒ اللہ کے محبوب بندوں اور راہ حق کے دیوانوں میں ایک دیوانے تھے اور معرفت کا یہی وہ مقام ومنصب ہے جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ: ’’اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جو بندہ اپنی عبادتوں سے میری قربت کو تلاش کرتا رہتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں پھر اس کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ حقیقت میں خدا کی زبان سے صادر ہوتا ہے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی ان چیزوں سے جو مجھے پسندیدہ ہیں میرا قرب نہیں حاصل کرسکتا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں جو میں کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے پس وپیش نہیں ہوتا جیسا کہ مجھے اس مومن کی جان کے بارے میں پس وپیش ہوتا ہے جو موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس ناگواری کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آپ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو، پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد دنیا والوں میں اس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔ قطب عالم حضرت مونگیری علیہ الرحمہ کی ذات اللہ کے ایسے ہی برگزیدہ بندوں میں شامل تھی جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اور اس کا ثبوت عوام وخواص میں ان کی بے پناہ مقبولیت اور محبت ہے۔

بالآخر ۹/ربیع الاول سہ شنبہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳/ستمبر ۱۹۲۷ء کو زوال آفتاب کے بعد خلق خدا کو سیراب کرنے والا یہ چشمہ آب حیات بقاء دوام کے لیے اپنے منبع کی طرف چل پڑا اور ظہر کی نماز کے بعد دو بجے دن میں اللہ اللہ کرتے ہوئے جان جان آفریں کو سپرد کردی۔ اللہ آپ کی قبر کو نور سے بھر دے اور قیامت تک آپ کے فیض کو جاری وساری رکھے آمین یارب العالمین۔ (یہ مقالہ رحمانی فاؤنڈیشن کے یک روزہ سیمینار مونگیر منعقدہ ۸/دسمبر ۲۰۱۹ء میں پڑھا گیا)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی تعلیمات اور ماحولیات

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

اس دنیا میں انبیاء کرام اور مصلحین ومفکرین کی ایک غیر معمولی تعداد آئی جنھوں نے اپنی تعلیمات ونظریات کی روشنی سے دنیا کو منور کرنے کی بھرپور سعی کی، ان میں انبیاء کرام کی ایک ایسی منفرد اور پاکیزہ جماعت ہے، جو سب سے زیادہ خوبیوں کی مالک اور اعلیٰ وارفع مقام ومنزلت کی حامل ہے، ابتدائے آفرینش سے آج تک انسانی دنیا کی تمام کامیابیاں اور حصولیابیاں براہ راست یا بالواسطہ انہیں حضرات کی رہین منت ہیں، خصوصا نبوت ورسالت کے اس روحانی نظام کے سب سے بڑے آفتاب جس کی تابندگی ودرخشندگی سے پوری کائنات انسانی بقعۂ نور بنی، محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کی ذات بابرکات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع آفاقی تعلیمات انسانی عروج کا وسیلہ اور ارتقاء کا اولین زینہ ثابت ہوئیں، اگر انسان کے ارتقائی سفر اور اس کے آسمان پر کمنڈ ڈالنے کی تاریخ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو موجودہ ہمہ جہت ترقی کا نقطۂ آغاز وحی ربانی ''قرآن مجید'' اور صاحب قرآن، سرچشمۂ ہدایت حضرت ''محمد'' عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، ساتویں صدی سے تہذیب وارتقاء کا جو عالم گیر سلسلہ شروع ہوا اس کی روشنی گذشتہ صدیوں میں ایک پل کے لئے نہیں رکی، اس کے تسلسل نے انسانی معاشرت وتمدن کو مختلف جہتوں سے اور اس کے جملہ شعبہ ہائے حیات وماحولیات کو مختلف عنوان سے دیکھتے دیکھتے منور کردیا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عالم انسانیت میں آپ کی ذات یکتا ہے جس نے ازاول تا آخر سب سے عظیم اور جامع انقلاب برپا کیا ہے، آپ کی تعلیمات ہمہ جہت اور متنوع ہیں، جن کی یہ پہلی خصوصیت ہے کہ وہ پوری انسانی زندگی کے جملہ گوشوں کا احاطہ کرتی ہیں، چنانچہ ماحولیات کے عنوان سے آپ کی سیرت کے اولین ماخذ کتاب اللہ نے آپ کی ربانی تعلیمات کو ماحولیات کے لئے منارۂ نور قرار دیا ہے، ارشاد باری ہے' **فلما اضاء ت ماحوله**'' (کہ جب اس نور نے اپنے ماحول (آس پاس کی چیزوں) کو روشن کردیا (البقرہ:۱۷)

قرآن کی مذکورہ آیت میں ''ماحول'' کا لفظ صراحت کے ساتھ آیا ہے، ''ماحولیات'' اسی سے منسوب ہے، جس سے مراد ہمارے اردگرد کے عناصر حیات ہیں، جن پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے، فطری آب وہوا، زمین اور اس کے درختوں کا لامتناہی سلسلہ اور جنگلات جن سے زندگیاں آباد ہیں، اور جنھوں نے زندگی کو توازن عطا کر رکھا ہے۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے: ''وہی ذات ہے جس نے تمہارے فائدے کے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں (بقرہ:۲۹)

آپ کی تعلیمات کا اولین متن ''قرآن'' ہے جو آپ کی سیرت وتعلیمات کا پہلا ماخذ ہے، اس میں مناظر قدرت اور ماحولیات کے تعلق سے تقریباً ۷۰۰ (سات سو) سے زیادہ آیتیں ہیں، نمونہ کے طور پر چند آیات کا ترجمہ پیش ہے: ''اور (رب العالمین) نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ نصب کردئے اور اس زمین میں برکتیں رکھیں نیز اس میں اس کی غذائیں (اسباب زندگی) ایک اندازۂ وقدر کے مطابق مقرر فرمادیں، چار دنوں میں یہ عام سوال کرنے والوں کے لئے (بطور جواب) یکساں ہے۔ (حم السجدہ ۱۱-۹)

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: ''وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو پاؤں تلے مسخر کردیا ہے، پس تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اس کے رزق سے کھاؤ'' (الملک:۱۵) پہاڑ اور نہروں کے طویل اور خوبصورت سلسلوں نے زمین کے توازن کو کس طرح قائم کر رکھا ہے اس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے ''اور اس (اللہ) نے زمین میں پہاڑ نصب کردئے تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈگمگائے نہیں اور دریا اور راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہونچ سکو'' (النحل:۱۵) ایک مقام پر یہی مضمون کچھ اس طرح ہے ''وہی ذات ہے جس نے زمین کو وسعت بخشی ہے اور اسی نے اس زمین پر پہاڑوں اور نہروں کا نظام قائم کیا'' (الرعد:۳)

اس کرۂ ارض پر نظام زندگی اور ماحولیات سے متعلق قرآن کا ایک خوبصورت بیان اس طرح ہے: تسبیح بیان کیجئے اپنے اس اعلیٰ پالنہار کی جس نے (ہر چیز کی) تخلیق فرمائی، پھر اسے ٹھیک ٹھیک (متوازن) بنایا اور جس نے (ہر چیز کے لئے) ایک اندازہ وقدر متعین کیا پھر اسے راہ بتائی'' (الاعلیٰ:۳-۱)

قرآن کریم ماحولیات کے باب میں پاک وصاف آب وہوا کو حیاتیات اور زندگی کے جملہ تصورات کی بنیاد قرار دیتا ہے: ''اور وہی ذات ہے جس نے اپنی رحمت سے ہوائیں بھیجیں جو بارش کی خوشخبری لے کر آتی ہیں، اور ہم نے آسمان سے پاک وصاف پانی اتارا تاکہ ہم بے جان زمینوں کو زندگی عطا کریں اور اس سے اپنے پیدا کردہ چوپائے اور بے شمار انسانوں کو سیراب کریں'' (الفرقان ۴۹-۴۸)

''اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کر رکھا ہے کیا وہ منکرین ایمان نہیں لائیں گے۔ (الانبیاء ۳۰)

اسی طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ماحولیاتی تحفظ اور وسائل کے تحفظ کے مختلف پہلوؤں کا بالا استیعاب احاطہ کیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ماحولیاتی تحفظ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم باب ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ایک مومن پر ماحول کی حفاظت کے لئے زندگی کے اہم گوشوں میں متعدد فرائض عائد کردئے ہیں جو اسلامی نقطہ نظر سے جملہ قدرتی وسائل کے تحفظ سے متعلق ایک ایمان والے کے مثبت طرز عمل کی عکاسی کرتے ہیں، جن وسائل حیات کا استعمال ہم اس زمین پر کرتے ہیں، نبی آخر الزماں کی تعلیمات میں اس کا طریقہ استعمال اور انہیں برتنے کا انداز بڑے اعتدال وتوازن اور کفایت شعاری کے ساتھ ملتا ہے، چنانچہ پانی سے متعلق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی ناپاک شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے'' (مسلم شریف)

تاکہ وہ پانی دوسروں کے لئے ناقابل استعمال نہ بن جائے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زیادہ پانی خرچ کیا اس نے برا کیا اور ظلم کیا (سنن نسائی، مسند احمد، ابن ماجہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی وضو میں ایک مد (۶۲۵ گرام) آدھا لیٹر سے کچھ زیادہ پانی استعمال فرماتے (ابوداؤد:۹۲)

اسی طرح آپ نے پانی میں پیشاب کرنے سے سخت ممانعت فرمائی، سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرے جب یہ وضو کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (پانی) کی بربادی کیسی ہے؟ تو حضرت سعد نے کہا کہ وضو میں بھی کوئی ضیاع ہے؟ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں اگرچہ یہ (ضیاع) بہتے ہوئے دریا پر بھی ہو'' (ابن ماجہ)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں پر پاکی وطہارت کے ذریعہ آب وہوا کی حفاظت لازم فرمائی ہے اور تمام منفی رویوں سے اجتناب کا حکم دیا ہے، لہذا آپ کی تعلیم ہے کہ اگر کسی علاقہ میں بیماری پھیل جائے تو کوئی وہاں داخل نہ ہو اور نہ ہی وہاں سے کوئی شخص بیماری لے کر پاکیزہ اور صحت مند ماحول کا رخ کرے۔ (بخاری، مسلم)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ کے لئے صحت بخش آب وہوا کی دعاء فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحولیاتی تحفظ کے لئے درخت لگانے اور اس کی کاشت کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''اگر کوئی درخت لگاتا ہے تو اس سے جو حصہ بھی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی جانور کھالے تو وہ اس کے لئے صدقہ کے مانند ہے'' (بخاری) شجرکاری کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ اس روایت سے بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی پودا ہے اور قیامت قائم ہوجائے تب بھی وہ پودا ضرور لگائے'' (مسند احمد)

دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحولیاتی استحکام کو یقینی بنانے کے لئے درخت اور جنگلات کی کٹائی سے روکا ہے، ارشاد ہے: ''جو شخص اللہ کے جواز کے بغیر کوئی درخت کاٹتا ہے تو عمل اسے دوزخ کی آگ میں بھیج دے گا'' (ابوداؤد) چونکہ جنگلات کی کٹائی سے ہونے والی تباہی مٹی کے کٹاؤ کا سبب بنتی ہے اور متعدد حیاتیاتی تنوع کو ہلاک کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنگ میں بھی درختوں اور فصلوں کو تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے، تاریخ اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے جنوب میں ''ہما'' نامی ایک خوبصورت چراگاہ قائم فرمائی تھی اور اس کے چار میل کے فاصلے پر شکار کرنے اور دریا کے بارہ میل کے فاصلہ پر درختوں کو تباہ کرنے سے منع فرمایا تھا، اسلام میں حدود حرم میں کسی نباتاتی پودے اور کسی پرندے اور جانور کے شکار کرنے کی ممانعت بھی ماحولیاتی تحفظ کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے، وہ علاقے کسی مثالی خطے سے کم نہیں ہیں، مزید برآں یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی پرندے یا جانور کو ناحق اور بے فائدہ مارنے سے شدت کے ساتھ روکا ہے، اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کا انتظام فرمایا ہے۔ اگر ماحولیات کو آج سب سے زیادہ نقصان پہونچ رہا ہے تو وہ وسائل فطرت کا بے جا اور غیر معتدل استعمال ہے، ہر چیز یہاں ایک اندازے کے مطابق ہے، اس کی کھپت میں بھی اعتدال وموزونیت کا لحاظ ضروری ہے، افراط وتفریط، فضول خرچی اور اشیاء کے بے جا استعمال نے ہمارے نظامہائے زندگی اور ذرائع حیات کو تصور سے کہیں زیادہ ضرر پہونچایا ہے، لاکھوں برس کی قدیم زمین، قوت زندگی سے مالامال اس کا پرانا گہوارہ اور تروتازگی سے بھرپور اس کی پھیلی ہوئی تاحد آسمان فضاؤں کی پہنائی قدرتی وسائل حیات اور فطری اسباب زندگی کی ایسی مرقع ہے جہاں حکم خالق سے ہر آن زندگی اور اسباب زندگی کی تجدید ہوتی رہتی ہے، وہاں انسانوں کے روپ میں آنے جانے والے مسافر کو اگر طریقہ حیات اور وسائل زندگی کو صحیح برتنے کا سبق لینا ہو تو وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا بنظر عمیق مطالعہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ صدیوں پہلے اپنے پیروکاروں کو اسباب زندگی اور قدرتی وسائل کے استعمال کرنے کی تعلیم کتنے محتاط انداز میں ان کے تحفظ کا پورا خیال رکھتے ہوئے، فضول خرچی سے مکمل طور پر اجتناب اور کامل اعتدال کے ساتھ دی ہے جو بالیقین ماحولیاتی تحفظ اور وسائل قدرت کے موزون ومعتدل استعمال کے لئے ایک ابدی اصول اور دستور کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا جانشین بنایا، تاکہ وہ اپنی دی ہوئی نعمتوں (وسائل حیات) میں تمہاری آزمائش کرے۔ (انعام:۱۶۵) کھاؤ پیو (مگر) فضول خرچی مت کرو، بلاشبہ اللہ حد سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (اعراف:۳۱) ایک جگہ قرآن میں آیا ہے کہ: فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی (کے مانند) ہیں۔ (اسراء ۲۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دنیا میں تم ایک اجنبی اور مسافر کی طرح رہو (بخاری:۶۴۱۶)

یعنی جس طرح مسافر ریلوے اور ایرویز کے سامان کو اصول ہی کے تحت استعمال کرسکتا ہے، ضابطہ کے خلاف اس کے کسی نظام سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرسکتا، انسان کو بھی اس زمین پر فطرت کے اصول سے متصادم کام کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

مگر آج کے وقت میں موجودہ مختلف انواع واقسام کے پلانٹس کی تنصیب نے اوزون کی پرت کو چھلنی کردیا ہے، ان سے ہمہ وقت نکلنے والی فلک بوس آگ کی لہروں نے قدرتی فضا کی سطحوں کو بھیانک نقصانات پہنچائے ہیں، اسی طرح اے سی، ریفریجریٹر (فریز) مشین وغیرہ کی کثرت استعمال، اور ان سے خارج ہونے والے مہلک گیس نے ہماری صاف ستھری فضاؤں میں زہر گھول دیا ہے، درختوں میں تشویشناک کمی اور جنگلات کے عدم تحفظ نے ہواؤں سے صحت بخش اثرات ختم کردیئے ہیں، دریاؤں کی سوکھتی ہوئی چھوٹی بڑی شاخیں ماحولیات کی بربادی کا ماتم کررہی ہیں، قصبات اور چھوٹے بڑے تمام شہروں کی سطح زمین سیمینٹیڈ اور پختہ ہوگئیں، نتیجۃً پانی کا لیئر نیچے جارہا ہے اور نو آبادیات کی بست کشاد نے پہاڑوں کے طویل سلسلے کو زمین دوز کرکے فطرت اور توازن سے چھیڑ چھاڑ کیا ہے، کیمیکل کے پراگندہ نالوں نے غیر معمولی طور پر نہروں اور دریاؤں کو آلودہ کیا ہے، مشینوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے دھوؤں کی کثافت نے پاکیزہ ہواؤں کی لطافت کو حد درجہ متاثر کیا ہے، ماحولیاتی تحفظ کے عظیم علم بردار ممالک نے ایٹمی تنصیبات کے ذریعہ پوری عالمی برادری کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے، ایسے حالات میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ تعلیمات کو بروئے کار لاکر قدرتی وسائل کے استعمال میں اعتدال، زمین میں توازن اور ماحولیات کو تحفظ عطا کیا جاسکتا ہے اور وسائل فطرت سے مالامال دنیا کو گلوبل وارمنگ سے بچایا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اصلاحی کارنامے

مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت عمر بن عبدالعزیز (المتوفی ۱۰۱ھ) خاندان بنوامیہ کے ایک ایسے انصاف پرور اور عادل خلیفہ گذرے ہیں جنہوں نے اپنے ڈھائی سالہ دور حکومت میں سلطنت کے جابرانہ نظام کو اسلام کے عادلانہ نظام کے سانچے میں ڈھال دیا، شاہی خاندان میں پرورش پانے کے باوجود انہوں نے حکومت کی بے راہ روی کو ختم کیا اور امن وسکون کا خوشگوار ماحول تیار کردیا، ان کی ملکی نظام کی اصلاح میں روڑے اٹکائے گئے، مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر ہر طرف کے خطرات سے بے پرواہ ہوکر نہایت جرأت سے انقلاب لانا شروع کیا، اس کے لئے انہوں نے پہلے اپنی ذات اور اپنے خاندان سے عمل شروع کیا، رعایا کی املاک کو شاہی خاندان نے اپنی جاگیر بنا رکھا تھا، انہوں نے غصب کردہ مال وجائداد کو واپس کردیا، ذمیوں کی مغصوبہ زمین واپس کرائیں، اس کے لئے انہیں خاندانی مزاحمتیں بھی برداشت کرنی پڑیں، مگر قیام عدل سے کوئی چیز انہیں روک نہ سکیں، اموی دور میں بدگمانی اور سوئے ظن پر دار وگیر اور سزا عام تھی، آپ نے گشتی فرمان کے ذریعہ تمام امراء کو لکھا کہ سختی اور ظلم وجور سے باز آجاؤ ورنہ انجام کار کے لئے تیار رہو، ایک والی کو خط لکھا کہ وسوسہ شیطانی اور حکومت کے ظلم کے بعد انسان کی بقاء نہیں ہوسکتی، اس لئے جب تم کو میرا خط ملے اس وقت حقدار کو اس کا حق ادا کردیئے جائیں، جس قدر ناجائز ٹیکس تھے سب موقوف کردیئے جائیں۔

اموی عہد میں بیت المال ایک ذاتی خزانہ بن گیا تھا، اس کا بڑا حصہ خلفاء کے ذاتی مصارف میں صرف ہوتا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس بدعنوانی کے دروازے کو بند کیا اور اس کی حفاظت کا سخت انتظام کیا اور اس کو مسلمانوں کی امانت سمجھ کر صرف رعایا کے مفاد کے کاموں میں صرف کیا جانے لگا، احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی بھی بیت المال سے معمولی فائدہ تک نہیں اٹھایا، رات کو جب تک خلافت کے کام انجام دیتے اس وقت تک بیت المال کی شمع جلاتے، اس کے بعد گل کرکے اپنا ذاتی چراغ جلواتے تھے، ایک مرتبہ بیت المال کا مشک آپ کے سامنے لایا گیا، آپ نے ناک بند کرلی کہ اس کی خوشبو نہ جانے پائے، لوگوں نے عرض کیا، امیرالمومنین اس کی خوشبو سونگھ لینے میں کیا حرج ہے، فرمایا مشک کا انتفاع یہی ہے (سیرت عمر بن عبدالعزیز)

ان پر خشیت الٰہی ایسی طاری رہتی تھی کہ ہر وقت دل لرزہ براندام رہتا، ایک مرتبہ ایک فوجی افسر سلیمان بن ابی کریمہ کو لکھا کہ: خدا کی تعظیم وخشیت کا سب سے زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جس کو اس نے اس آزمائش میں ڈالا، جس میں میں ہوں، خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ سخت حساب دینے والا اور اگر اس کی نافرمانی کروں تو مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں ہے، میں اپنی حالت سے سخت دل گرفتہ ہوں، مجھے خوف ہے کہ میرے یہ حالات مجھے ہلاک نہ کردیں، مجھے معلوم ہے کہ تم جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جانے والے ہو تو برادر جب تم میدان جہاد میں پہونچ جاؤ تو خدا سے دعا کرو کہ مجھے شہادت عطا فرمائے، اس لئے کہ میری حالت نہایت سخت اور میرا خطرہ بہت بڑا ہے، (ابن سعد جلد ۵) تخت خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے ان کی زندگی بڑی شان وشوکت کی تھی، نفاست پسندی کا یہ عالم تھا کہ ان کے کپڑے نہایت ہی نفیس اور جاذب نظر ہوا کرتے تھے، داڑھی پر عنبر چھڑکتے تھے، لیکن مسند حکومت ملتے ہی زندگی کا رنگ وآہنگ یکسر بدل گیا، لباس وعطریات کے جملہ سامانوں کو بیچ کر اس کی قیمت بیت المال میں داخل کردی، اور اس پر اللہ کا شکر بجالایا، ان کے اصلاحی کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ خلفاء بنوامیہ اور ان کے عمال خطبوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں گستاخانہ جملے استعمال کرتے تھے

جب آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو عمال کو ان نازیبا جملوں اور حرکتوں سے باز رہنے کی تاکید کی اور توبہ کی تلقین کے ساتھ ہی عمال کے نام فرمان جاری کیا کہ خطبوں میں اس آیت **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی الخ** کی تلاوت کا حکم دیا، جو اب تک عیدین اور جمعہ کے خطبہ ثانی میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ آیت گویا ایک مسلمان کی زندگی کے لئے بنیادی ہدایت نامہ ہے جس میں تمام نیکیوں اور گناہوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، بہرحال انہوں نے اس آیت کو خطبہ میں شامل کرکے مستقبل کے ایک بڑے فتنہ کا دروازہ بند کردیا، دراصل ان کا دلی منشا خلافت کو جمہوری شکل میں تبدیل کرنا تھا، لیکن شہنشاہیت وملوکیت کی جڑیں اتنی پیوست ہوچکی تھی کہ اس کو ختم کرنا دشوار سا ہوگیا، تاہم جہاں تک ہوسکا اس کے زور کو توڑا اور اس کے مفاسد کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کے اثرات کو مٹادیا، اس طرح آپ نے اپنی خلافت کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور خدا کی اطاعت وفرمانبرداری پر رکھی اور امور خلافت میں خلافت فاروقی کو اپنے لئے نمونہ عمل بنایا، اس لئے بعض محدثین آپ کو پانچواں خلیفہ راشد مانتے تھے۔

امام احمد بن حنبل انہیں پہلی صدی ہجری کے مجدد کہا کرتے تھے، اور حقیقت واقعہ ہے کہ اگر وہ تخت خلافت کو نہ سنبھالتے اور مسند درس وتدریس کو زینت بخشتے تو وہ ائمہ کبار میں شمار ہوتے جس کی شہادت حافظ ذہبی اور امام نووی نے بھی دی، کیونکہ ان کا بچپن سے ہی علم وتقوی کی طرف میلان تھا، کم عمری میں ہی قرآن مجید حفظ مکمل کرلیا اور مدینہ منورہ میں علم حدیث کی تکمیل کی، فطری صلاحیت اور علماء ومحدثین کی صحبت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کا سینہ علم نبوت کا گنجینہ بن گیا تھا، اس لئے امام احمد بن حنبل کا قول ہے ''میں تابعین میں عمر بن عبدالعزیز کے قول کو سب سے زیادہ حجت سمجھتا ہوں'' قاضی زین العابدین نے لکھا ہے کہ ''ذہانت وفطانت، شوق ومحنت اور ریاست کی اعانت نے مل کر آپ کو اس درجہ پر پہونچادیا کہ اگر آپ کے لئے تخت حکومت مقدر نہ ہوچکا ہوتا تو آپ مسند علم وفضل کے صدر نشیں ہوتے (تاریخ ملت ج ۳ ص ۲۴۱)

اس مختصر مضمون میں ان کے تمام اصلاحی کارناموں کا احاطہ مشکل ہے، اس لئے صرف چند نمونے پیش کئے گئے کہ مسند حکومت پر فائز اصحاب کو اس طرح کے طرز عمل کو اختیار کرنا چاہئے، اس سے جہاں نظام سلطنت میں عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا، وہیں رعایا بھی خوشحالی اور آسودگی کی زندگی بسر کرے گی، اور اس سے امن وامان کی فضا قائم رہے گی۔

کیا ریت کے اربوں کھربوں ذرے بھی کم پڑ سکتے ہیں

دنیا کی اس وقت سب سے زیادہ بلند عمارت دبئی میں برج الخلیفہ (۸۲۸/میٹرز اونچائی)، کو جب سیاح دیکھنے آتے ہیں تو انھیں اس کی تعمیر کے بارے میں دلچسپ اور اہم اعداد وشمار سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی تعمیر میں تین لاکھ 30 ہزار مکعب میٹر ریت سے تیار کی گئی کنکریٹ استعمال ہوئی۔ ایک صحرا میں گھرے ہونے کی وجہ سے متحدہ عرب امارت کو ریت کی دولت سے مالا مال ہونا چاہیے؟ کیا یہ صحیح ہے؟ جی نہیں، یہ غلط ہے۔ امریکہ کی یونیورسٹی میساچیوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں بین الاقوامی تجارت کے اعداد وشمار جمع کرنے والا ادارہ آبزرویٹری آف اکنامکس کمپلیکسیٹی کے مطابق متحدہ عرب امارت دراصل ریت درآمد کرتا ہے۔ جی ہاں، ایک ملک جس کا سارا رقبہ صحرا ہے اُسے ریت درآمد کرنا پڑتی ہے۔ جو ریت امارت میں بے انتہا مقدار میں میسر ہے وہ تعمیرات کے لیے موزوں نہیں ہے۔ برج الخلیفہ کے لیے استعمال ہونے والی ریت آسٹریلیا سے درآمد کی گئی تھی۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا میں ریت لامحدود مقدار میں موجود ہے، اس لیے یہ بات عجیب سی لگے گی کہ دنیا میں ریت کی کمی کا بحران پیدا ہونے والا ہے۔ ماہرین دیکھ رہے ہیں کہ ریت کمیاب ہوتی جا رہی ہے۔

کنکریٹ بنانے کے علاوہ بھی ریت کئی اور اشیا کے بنانے میں خام مال کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر شیشہ بنانے میں بھی گرم ریت کے ذرات کو استعمال کیا جاتا ہے۔ پانی کو صاف کرنے والے پلانٹ بھی کثافتیں الگ کرنے کے لیے ریت استعمال کرتے ہیں۔ مختلف اقسام کی ریت کئی مصنوعات تیار کرنے میں کلیدی خام مال کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً کپڑے دھونے کا سوڈا، کاسمیٹکس، ٹوتھ پیسٹ، شمسی توانائی کے پینلز اور سیلیکون چپس۔ حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب ''دی ورلڈ اِن اے گرین: دی سٹوری آف سینڈ اینڈ ہاؤ اِٹ ٹرانسفرمڈ سویلائیزیشن'' کے مصنف صحافی وِنس بائیزر کہتے ہیں کہ ہماری دنیا مکمل طور پر ریت سے بنی ہوئی ہے۔

بائیزر نے ریت کے موضوع پر کئی مقالے لکھے ہیں جن میں ریت کی بلیک مارکیٹ کے بارے میں بھی معلومات موجود ہیں۔ اُن کی تحقیق کے مطابق، مراکش جیسے کچھ ممالک ہیں جہاں ریت کی غیر قانونی کان کُنی ہوتی ہے جو دنیا کی صنعت میں کافی مقدار میں استعمال ہوتی ہے۔ کئی ممالک کے ایسے اعداد وشمار سامنے آئے ہیں جن کے مطابق وہاں ریت کی وجہ سے لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے، یا ان پر تشدد کیا جا رہا ہے، حتیٰ کہ بعض جگہوں پر تو قتل بھی ہوئے ہیں۔ تاہم اب بھی ریت نکالنے کی مقدار میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی ایک بھاری قیمت کرۂ ارض اور اس کے باسی مستقبل میں ادا کریں گے۔ ریت کے استعمال کی سب سے بڑی وجہ شہری علاقوں کی تعمیر میں اضافہ ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق ۲۰۵۰ء تک دنیا میں شہری علاقوں میں رہنے والی آبادی ۵۴/فیصد سے بڑھ کر ۶۶/فیصد ہو جائے گی۔ ۱۹۵۰ء میں شہری علاقوں میں ساڑھے سات کروڑ لوگ رہتے تھے، لیکن یہ آبادی اب تقریباً چار ارب ہو چکی ہے۔

اب یہ خدشات پیدا ہو رہے ہیں کہ اِن لامحدود ذرّات کی طلب شاید اتنی بڑھ جائے کہ اُن کی بھی کمی ہو جائے۔ ۲۰۱۴ء میں اقوام متحدہ ماحولیاتی پروگرام (UNEP) کی ایک رپورٹ کے محتاط اندازے کے مطابق دنیا بھر میں اس وقت تعمیراتی منصوبوں میں ریت کا سالانہ استعمال ۴۰/ارب ٹن ہے۔ جو ریت کی مسلسل سپلائی کے بارے میں ایک انتباہ ہے۔ اس وقت دنیا میں تعمیرات میں پانی کے بعد جو خام مال سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے، وہ ریت ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق جتنی مقدار میں ریت استعمال ہو رہی ہے، اتنی نئے ذرائع سے حاصل نہیں ہو رہی۔ ریت کی اتنی بڑی مقدار کا حصول حیاتیاتی نظام کے تنوع، پانی کی ماہیت اور زیرِ زمین سطح پانی پر کافی زیادہ حد تک اثر انداز ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پھر اس کے حصول کی وجہ سے سماجی، اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی حالات میں بھی تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

کئی جگہوں پر، مثلاً انڈیا میں، ایسے گینگ بن گئے ہیں، جو ریت کو غیر قانونی طریقے سے نکالتے ہیں اور مخالفت کرنے والوں کو طاقت سے کچل دیتے ہیں۔ انڈیا کے حکام پر یہ الزامات عائد کیے جا رہے ہیں کہ وہ ریت نکالنے کی صنعت سے وابستہ استحصال کیے جانے والے مزدوروں کی مدد نہیں کرتے ہیں۔ غیر قانونی طور پر ریت نکالنے کی سادہ سی وجہ ہے اور وہ یہ کہ اس میں منافع بہت ہے۔ اقوام متحدہ کے تجارت کے اعداد وشمار جمع کرنے والے ماہرین کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں ریت کے کاروبار کا حجم ۷۰/ارب ڈالرز ہے، اور دنیا بھر میں اس وقت ریت کی قیمت پچھلے ۲۵/برسوں میں چھ گُنا بڑھ چکی ہے۔ چین اور سنگاپور جیسے ممالک کو تو اب اُتنی ریت مل بھی نہیں رہی ہے جتنی ان کو درکار ہے۔ ہم عموماً دیکھتے ہیں کہ ہر ساحل پر ریت کی لامحدود مقدار ہے اس لئے ہم یہ سوچتے بھی نہیں ہیں کہ ریت کی کبھی کمی بھی ہو سکتی ہے چہ جائیکہ کہ ہم ریت کے نکالنے کے عمل کے ماحولیاتی اور بشریاتی اثرات پر غور کریں۔ ریت کے اس طرح نکالے جانے کے بہت زیادہ ڈرامائی اثرات ہو سکتے ہیں۔ انڈونیشیائی حکام نے بتایا ہے کہ اس طرح ریت کے نکالے جانے یا کان کنی کیے جانے کی وجہ سے کٹاؤ پیدا ہوا اور ایک جزیرہ آہستہ آہستہ غائب ہو گیا۔ زیادہ کان کُنی بھی ساحلی اور دریائی علاقوں میں بھی سیلاب کے امکانات بڑھ جاتے ہیں خاص طور پر ایسے حالات میں جب پانی کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ سائنس نامی میگیزین میں شائع ہونے والے ایک مقالے میں ارورا ٹورز اور ان کی ساتھی محققین لکھتی ہیں کہ انھیں ایسے شواہد ملے ہیں کہ 2004 کی سونامی کی سری لنکا میں تباہی میں زیادہ شدت کی وجہ وہاں کے ساحلوں سے ریت کا نکالا جانا بھی ایک وجہ تھی۔ اس سونامی میں صرف سری لنکا میں ۳۰/ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے۔ ریت کے نکالے جانے کی وجہ سے جو زمین پر پستی پیدا ہوتی ہے اور جو کٹاؤ نظر آتا ہے اس سے پانی اور خوراک کی کمی کے خطرات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں مچھلیاں کم ہو سکتی ہیں اور زراعتی زمین کے معیار میں کمی ہو سکتی ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اقوام متحدہ نے سی اے بی کو امتیازی نوعیت والا بتایا

اقوام متحدہ نے جمعہ کو ہندوستان کے شہریت ترمیم قانون کو امتیازی نوعیت والا بتایا۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور ہوئے اس بل میں افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان سے آنے والے ہندو، سکھ، بدھ، جین، پارسی اور عیسائی مذاہب کے پناہ گزینوں کو ہندوستان کی شہریت دینے کا قانون ہے۔اس میں مسلمانوں کے لئے ایسا کوئی التزام نہیں کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

بریگزٹ انتخابات میں چار بنگلہ دیشی نژاد لیڈروں کی جیت

بنگلہ دیشی نژاد چار لیڈروں نے بریگزٹ انتخابات میں کامیابی حاصل کی ہے جس سے ان کا برطانوی پارلیمنٹ میں پہنچنے کا راستہ ہموار ہو گیا۔ جیت حاصل کرنے والے لیڈروں میں افسانہ بیگم، روشنارا علی، ٹی صدیقی اور روپا حق شامل ہیں۔ان میں روشن آرا علی چوتھی اور تولیپ صدیقی اور روپا حق تیسری مرتبہ منتخب ہوئے ہیں جبکہ افسانہ بیگم کی یہ پہلی جیت ہے۔(یواین آئی)

افغانستان میں دھماکے میں ۱۰/کی موت، چھ زخمی

افغانستان کے غزنی صوبے میں جمعہ کو سڑک کنارے بم دھماکے میں کم از کم دس لوگوں کی موت ہوگئی اور چھ دیگر زخمی ہو گئے۔افغانستان کے ٹولو نیوز براڈ کاسٹر نے عینی شاہدین کے حوالے سے بتایا کہ جمعہ کی صبح ہوئے دھماکے میں مارے گئے شہریوں میں چار بچے بھی شامل ہیں۔دھماکہ اس وقت ہوا جب یہ لوگ دائی کنڈی صوبے سے غزنی کی طرف جا رہے تھے۔(یواین آئی)

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں روس کی پانچ تجاویز منظور

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ہتھیار کنٹرول، تخفیف اسلحہ اور بین الاقوامی سلامتی سے متعلق پہلی کمیٹی میں پیش کی گئیں پانچ قراردادیں قبول کر لی ہے۔سلامتی کونسل نے خلائی تنازعات کو ٹالنے کے سلسلے میں بیرونی خلائی سرگرمیوں میں شفافیت اور اعتماد قائم کرنے کے اقدامات، باہری خلا میں اسلحہ کی دوڑ کو روکنے کے لئے مستقبل کی حکمت عملی کے اقدامات اور بیرونی خلا میں ہتھیاروں کو پہلا مقام نہ دیئے جانے سے متعلق روس کی تین قراردادوں کو قبول کر لیا۔سلامتی کونسل نے روس کی جن دو دیگر قراردادوں کو قبول کیا ہے ان میں موجودہ ہتھیاروں کو قابو کرنے کے معاہدوں کو محفوظ کرنے اور انفارمیشن سیکورٹی کو مضبوط کرنے سے متعلق قرارد شامل ہیں۔(یواین آئی)

نائیجر میں دہشت گردانہ حملے میں فوج کے ۱۷/جوان ہلاک

نائیجر کے ٹیلا بیری علاقے میں دہشت گردانہ حملے میں فوج کے کم از کم ۱۷/جوان مارے گئے ہیں اور ۱۲/زخمی ہوئے ہیں۔اس حملے کے بعد سے کئی جوان لاپتہ بھی ہیں۔وزارت دفاع کے ترجمان نے بیان جاری کر کے یہ اطلاع دی۔(یواین آئی)

برطانوی انتخابات میں حکمراں جماعت کی فتح

سیاسی عدم استحکام سے دوچار برطانیہ میں عام انتخابات کے نتائج آنے کا سلسلہ جاری ہے، اب تک کے نتائج کے تحت بورس جانسن کی جماعت کنزرویٹو پارٹی کو واضح فتح حاصل ہوگئی ہے۔ پانچ سال کے دوران برطانیہ میں یہ تیسرا الیکشن ہے۔ پارلیمنٹ کی ۶۵۰/سیٹوں کیلئے ووٹنگ ہوئی، جس میں بورس جانسن کی کنزرویٹو پارٹی کو واضح اکثریت مل گئی ہے۔تاحال کنزرویٹو پارٹی نے ۳۶۵/جب کہ لیبر پارٹی نے ۲۰۳/سیٹیں حاصل کر لی ہیں، ۴۸/نشستوں کے ساتھ اسکاٹش نیشنل پارٹی تیسرے نمبر پر ہے۔وزیراعظم بورس جانسن نے عام انتخابات میں اپنی جماعت کنزرویٹو پارٹی کی تاریخی فتح کے بعد پہلے خطاب میں ووٹرز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ ووٹرز کے اعتماد پر پورا اترتے ہوئے ۳۱/جنوری ۲۰۲۰ء کو یورپی یونین سے اگر مگر کیے بغیر ہر حال میں علیحدگی اختیار کر لیں گے۔اور اس کے لیے پارلیمنٹ میں درکار اکثریت بھی حاصل ہوگئی۔امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے بورس جانسن کی جماعت کو واضح اکثریت حاصل ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب بریگزٹ ڈیل کے بعد امریکہ اور برطانیہ ایک دوسرے کے ساتھ تجارتی معاہدے کرنے کے لیے آزاد ہوں گے اور یہ تجارتی معاہدے یورپی ممالک سے کیے گئے معاہدوں سے کئی گنا زیادہ بڑے اور منافع بخش ہوں گے۔ برطانیہ کے عام انتخابات میں پہلی بار ۷۰/مسلمان امیدواروں نے حصہ لیا، جب کہ گذشتہ انتخابات میں یہ تعداد ۴۷/تھی۔ان امیدواروں کی اکثریت کا تعلق پاکستان، بنگلہ دیش اور کُرد نسل سے ہے، امید کی جا رہی ہے کہ ان میں سے ۲۴/امیدوار پارلیمنٹ میں پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو کہ اب تک کی سب سے بڑی تعداد ہوگی۔یورپی یونین سے الگ ہونے کا معاملہ یعنی بریگزٹ ہی اس عام انتخابات کا سب سے اہم مسئلہ تھا، جس کی وجہ سے دوبارہ الیکشن کا انعقاد کرنا پڑا۔ ۲۰۱۶ء کے بریگزٹ ریفرنڈم کے بعد اس پر عملدرآمد ڈیڈ لاک کا شکار رہا ہے اور یوں حالیہ عام انتخابات کے بعد صورتحال واضح ہونے کے امکانات ہیں۔

اس مسئلے پر برطانیہ کی دونوں بڑی جماعتوں کے درمیان اختلافات شامل تھے۔موجودہ وزیرِ اعظم بورس جانسن کی کنزرویٹو پارٹی برطانیہ کا یورپی یونین سے فوری انخلا چاہتی ہے جبکہ لیبر پارٹی کے سربراہ جیرمی کوربن اس معاملے پر ایک اور ریفرنڈم کے خواہاں ہیں۔(بی بی سی لندن)

۱۸/تا ۲۳/دسمبر امارت شرعیہ میں کئی اہم اجلاس

حضرت امیر شریعت مدظلہ کی حسب ہدایت مورخہ ۱۸/تا ۲۳/دسمبر ۲۰۱۹ء امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مرکزی دفر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں درج ذیل ترتیب کے مطابق کئی اہم اجلاس منعقد ہو رہے ہیں۔

☆۱۸/دسمبر ۲۰۱۹ء روز بدھ: اجلاس برائے تربیت معلمین وتذکیر ذمہ داران مکاتب

امارت شرعیہ کے تعاون سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں قریب ایک سو مکاتب چلائے جا رہے ہیں، ۱۸/دسمبر کے تربیتی وتذکیری اجلاس میں تمام مکاتب کے معلمین اور مکاتب کے ذمہ داروں کو مدعو کیا گیا ہے، جس میں معلمین کو تربیتی نقطۂ نظر سے ضروری باتیں بتائی جائیں گی۔اور ذمہ داران کو مکاتب کے نظام اور اس کے استحکام کے سلسلہ میں وقت اور حالات کے اعتبار سے خصوصی توجہ دلائی جائے گی۔پہلی مرتبہ تینوں صوبوں کے معلمین کا یہ اجتماع مرکزی دفتر میں ہو رہا ہے۔

۱۹/۲۰/دسمبر ۲۰۱۹ء روز جمعرات وجمعہ: دوروزہ اجلاس برائے تربیت مبلغین

دعوت وتبلیغ اور تنظیم امارت شرعیہ کے بنیادی شعبے ہیں، ۳۳/مبلغین ان دونوں شعبوں میں دعوتی وتنظیمی خدمات انجام دیتے ہیں، ان کی دعوتی وتنظیمی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کرنے اور دونوں شعبوں کے تعلق سے ان کی خدمات کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کی غرض سے ان تمام مبلغین کا دوروزہ تربیتی اجلاس مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

۲۱/دسمبر ۲۰۱۹ء روز سنیچر: اجلاس برائے قضاۃ امارت شرعیہ

۲۱/دسمبر؛ سنیچر کے دن بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ ومغربی بنگال میں امارت شرعیہ کے زیر انتظام جتنے دارالقضاء قائم ہیں اور جو قضاۃ مرکزی دارالقضاء میں خدمت انجام دے رہے ہیں، ان سب کا مشترکہ اجلاس رکھا گیا ہے، جس میں نظام قضاء کی افادیت کو مزید عام وتام کرنے اور اس کو وسعت دینے، موجودہ وقت میں دارالقضاء کو درپیش چیلنجوں کا حکمت عملی سے مقابلہ کرنے اور حضرات قضاۃ کی طرف سے پیش کردہ امور کے حل کی طرف توجہ دی جائے گی۔

۲۲/دسمبر ۲۰۱۹ء روز اتوار: اجلاس مجلس شوریٰ امارت شرعیہ

۲۲/دسمبر کو صبح دس بجے سے امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوگا، جس میں تینوں صوبوں کے اراکین شوریٰ ومدعووین خصوصی شریک ہوں گے۔یہ اجلاس ہر سال منعقد ہوتا ہے، جس میں امارت شرعیہ کے انتظامی وترقیاتی منصوبوں کے سلسلہ میں اہم فیصلے ہوتے ہیں، سالانہ کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے اور سالانہ بجٹ منظور ہوتا ہے۔

۲۳/دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار: اجلاس ارکان عاملہ وفاق المدارس الاسلامیہ

وفاق المدارس الاسلامیہ نظام امارت شرعیہ کا حصہ ہے۔جس کے تحت ڈھائی سو سے زیادہ مدارس کی تعلیمی نگرانی اور امتحانات وغیرہ لیے جانے کا کام انجام پاتا ہے۔اس کے ارکان عاملہ کا اجلاس ۲۳/دسمبر روز سوموار کو صبح دس بجے سے منعقد ہوگا۔مذکورہ بالا تمام اجلاس کی صدارت مفکر اسلام حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم فرمائیں گے۔

سی اے بی کے بارے میں سبھی ملی تنظیموں کو غور وفکر کی ضرورت: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے حال ہی میں ملک کی دونوں ایوانوں سے منظور شدہ سٹیزن شپ امینڈ منٹ ایکٹ 2019 کے متعلق اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ یہ غیر آئینی وغیر دستوری سیاہ بل پاس ہو چکا ہے۔یہ قانون ملک کی سالمیت، جمہوری قدروں، آئین اور دستور کی بالادستی اور حاکمیت کے خلاف ہے، اس لیے یہ قانون غلط ہے۔یہ قانون ملک کے کئی ایسے بنیادی دفعات کے خلاف ہے جن کو بدلا نہیں جا سکتا ہے۔ بھارت کے بنیادی تصور اور ملک کی آزادی کی لڑائی جن مقاصد کے تحت ہوئی تھی، اس کو پیروں تلے روند دیا گیا، اس سے ملک میں کئی طرح کے مسائل پیدا ہوں گے۔اس لیے تمام ملی تنظیموں کو متحد ہو کر غور وفکر کرنے اور لائحہ عمل مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔آپ نے کہا کہ سٹیزن شپ امینڈمنٹ ایکٹ ہمارے سامنے ہیں اور آسام کے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے کئی چیزوں پر غور وفکر کرنا ضروری ہے۔قانونی لحاظ سے یہ لڑائی کس طرح لڑی جائے اس کو بھی طے کرنا ضروری ہے۔یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ جب یہ بل اور این آر سی ملک میں نافذ ہوگا تو اس وقت زمینی سطح پر جو مسائل پیدا ہوں گے ان سے کس طرح پنجہ آزمائی کی جائے۔اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام ملی جماعتیں یکجا ہو کر قانون دانوں کے ساتھ بیٹھیں اور قانونی اور عملی نتائج پر غور کر کے کوئی راہ عمل طے کریں۔اس صورت حال میں کسی بھی عملی اقدام سے پہلے سبھوں کا یکجا ہو کر غور وفکر کرنا بہت ضروری ہوگا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

طب و سائنس

گردے کے مرض کا ہومیوپیتھی علاج

ڈاکٹر لبنیٰ کمال

جسمانی اعضاء میں گردوں کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ ہمارے جسم میں چھلنی کا کام کرتے ہیں، جو جسمانی خون میں موجود زہریلے اور ناپسندیدہ مادے کو چھان کر پیشاب کے راستے باہر نکالتے ہیں۔ انہیں جسم کا کیمسٹ بھی کہا جاتا ہے۔ کرونک کڈنی ڈیزیز (CRF) یا رینل فیلیور (CRF) گردے کی ایک ایسی بیماری ہے جس میں رفتہ رفتہ گردوں کے کام کرنے کی صلاحیت کمزور پڑنے لگتی ہے۔ اس کا پتہ بالواسطہ طور سے خون میں سیرم کریٹینائین (S.Creat) کی مقدار سے لگتا ہے، جب سیرم کریٹینائین (S. Creat) 1.5mg/dl سے زیادہ ہو جاتا ہے تو دونوں گردے 50% سے زائد خراب ہو چکے ہوتے ہیں اور گردے ایک طرح سے سکڑنے لگتے ہیں۔

عام طور پر زیادہ تر مریض گردے کے کام کرنے کی صلاحیت میں 70% سے زائد کمی آنے پر ہی مرض کی علامات محسوس کر پاتے ہیں۔ یہ تین طرح سے ہوسکتا ہے۔ پری-رینل، رینل اور پوسٹ رینل سی۔آر۔ایف۔

پری-رینل سی۔آر۔ایف:- خاص طور پر لیور فیلیور، ہارٹ فیلیور ہو جانے سے ہوسکتا ہے۔

رینل سی۔آر۔ایف:- گردے کے اندر پوشیدہ ناپسندیدہ تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ جیسے ڈائیبٹیک نیفروسکلروسس، گردے میں سسٹ (ADPKD) ہائپرٹینسو نیفروپیتھی۔

پوسٹ رینل سی۔آر۔ایف:- عام طور سے پیشاب کرنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ آنے سے ہوسکتا ہے۔ جیسے پوسٹیٹ گلینڈ میں ورم یا پتھری۔

علامات:- جب خون میں کریٹینائن کی سطح 1.5 سے زائد ہونا شروع ہوتی ہے تو بھوک نہ لگنا، الٹی آنا، جی متلانا اور کمزوری جیسے ہلکے پھلکے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ دھیرے دھیرے چہرے اور پیروں پر ورم آنے لگتا ہے، بلڈ پریشر بڑھتا ہے، انیمیا، سانس پھولنا نیز پیشاب کی مقدار میں کمی آنے لگتی ہے۔

حل:- کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ "پرہیز علاج سے بہتر ہے"۔ صرف سیرم کریٹینائن و پیشاب میں پروٹین کی جانچ سال میں ایک بار کروانے سے اس بیماری سے بچا جاسکتا ہے۔ نینو ہومیوپیتھی انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ ویلفیئر، نرالا نگر، لکھنؤ میں HIGH RISK GROUP (وہ لوگ جن کے گردے خراب ہونے کی امید زیادہ ہے) کی جانچ مفت میں ہوتی ہے۔

گردے خراب ہو جانے پر خون میں سیرم یوریا اور کریٹینائن کی سطح، الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ گردے کی شکل وصورت، گلومرولو فلٹریشن کی شرح، نیز گردے کی بایوپسی سے بھی گردے کو ہوئے نقصان کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ خون اور پیشاب کی جانچ باقاعدگی سے کروانی پڑتی ہے۔

علاج: جدید و ماڈرن علاج کے طریقۂ کار میں گردے کی خرابی کو دھیما کرنے پر ہی پورا علاج مرکوز رہتا ہے۔ ڈائیلسس اور گردے کا ٹرانسپلانٹ ہی واحد علاج ہے۔ ایسی کوئی دوا نہیں ہوتی جس سے خون میں کریٹینائن نیز یوریا کی مقدار کو کم کیا جاسکے۔

ہومیوپیتھی علاج: عام طور پر گردے کو پہنچے نقصان کی تلافی ہونا ناممکن ہے لیکن ہومیوپیتھی طریقۂ علاج میں گردے کے لئے کئی موثر دوائیاں دستیاب ہیں۔ دیگر طریقۂ علاج میں مریض کو جو بھی دوائیاں دی جاتی ہیں اس میں کچھ نہ کچھ زہریلا مادہ ضرور ہوتا ہے۔ اس دوائی کو گردے کو ہی چھان کر جسم سے باہر نکالنا ہوتا ہے، لیکن خود گردے ہی متاثر ہونے کی صورت میں یہ اس پر ایک غیر متحمل بوجھ پڑتا ہے۔

Consitutional ہومیوپیتھی دوا (CHM) سے جسم میں موجود ایڈلٹ اسٹیم سل کو متحرک کیا جاسکتا ہے۔ یہ سل جسم کے کسی بھی نقصاندہ ٹیشوز کو بحال اور ان کو ٹھیک کرسکتی ہے۔ ہومیوپیتھی دوائیاں گردے میں پہلے سے موجود اسٹیم سل (STEM CELL) کو متحرک کرتی ہیں جو کہ نیفرون یا گردہ سل کو مضبوط کرتا ہے۔ نتیجتاً گردے کے کام کرنے کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے۔

ہومیوپیتھی طریقۂ علاج میں کئی موثر دوائیاں دستیاب ہیں جو:-

1۔ گردے کو پہنچے نقصان کو روک سکتی ہے۔

2۔ گردے کے کام کرنے کی صلاحیت کو بڑھا سکتی ہے۔

3۔ طویل وقت سے ڈائیلسس کروا رہے مریضوں کو بھی پیشاب ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پیشاب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔

4۔ ڈائیلسس کو مکمل روکنے یا کم کرنے کے لئے بھی ہومیوپیتھی دوائیاں کارگر ہیں۔

5۔ گردہ ٹرانسپلانٹ (TRANSPLANT) کو روکا جاسکتا ہے یا ہومیوپیتھی دوائیوں کی مدد سے تاخیر سے بھی کروایا جاسکتا ہے۔

6۔ مریض کی زندگی یقینی طور پر بہتر ہوسکتی ہے۔

اپیس، اپوسائنم، فورسفارس، آرسینک، ٹیٹمیور اور کئی ہومیوپیتھی دوائیاں نہایت مفید ہوسکتی ہیں۔ کسی ہومیوپیتھی اسپیشلسٹ سے صلاح لینے سے نیز اس کی ہدایت کے مطابق کھانے پینے میں پرہیز کرنے سے امید افزا نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ گردے کے مریض ٹرانسپلانٹ جیسی تکلیف دہ صورتحال سے بچ سکتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیزی ندوی**

۹/نومبر اور ۱۱/دسمبر ہندوستانی تاریخ کا سیاہ ترین دن: حضرت امیر شریعت مدظلہ

۹/نومبر اور ۱۱/دسمبر کو ہندوستانی تاریخ کے تاریک ترین دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ یہی وہ دن ہیں جس میں آئین، قانون، مساوات، جمہوری اقدار اور حقیت کے اصولوں کو تار تار کر دیا گیا اور ایک غیر آئینی اور تاناشاہی نظریہ حکومت کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۹/نومبر ۲۰۱۹ء کو بابری مسجد قضیہ میں عدلیہ کے وقار کو مجروح کر کے ساری دلیلوں کو تسلیم کرنے کے باوجود مسجد کے خلاف فیصلہ کیا گیا جو سب کے سامنے ہے اور اب ۱۱/دسمبر ۲۰۱۹ء کو آئین ہند، مساوات اور جمہوری اقدار کا خون کرتے ہوئے ملک کو ایک مذہب کی بالا دستی کا شکار بنا دیا گیا ہے۔ اور غیر آئینی و غیر دستوری سٹیزن شپ امینڈ منٹ بل کو قانون کے رکھوالوں نے ہی قانون سے کھلواڑ کرتے ہوئے منظور کر کے قانون کی شکل دے دی۔ ان دنوں کو ہندوستان کی تاریخ میں سیاہ ترین دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ یہ باتیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے راجیہ سبھا سے منظور ہو کر قانون کی شکل اختیار کرنے والے سٹیزن شپ امینڈ منٹ بل پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہیں۔ حضرت امیر شریعت نے مزید کہا کہ اس بل کے ذریعہ سرکار نے ہندوستان کو ہندوراشٹر بنانے کی طرف مضبوط قدم اٹھایا ہے، اب امیت شاہ اپنے وعدے کے مطابق این آر سی لاکر مسلمانوں کو پریشان کرنے کی ایک مستقل راہ پیدا کر دیں گے۔ اس قانون کے ذریعہ پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش سے آنے والے تمام غیر مسلموں کو شہریت دے کر ان کے لیے سہولت پیدا کر دی۔ اور صرف مسلمانوں کو پریشان ہونے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ ان میں سے جو دستاویزات اکٹھا نہیں کر پائیں گے ان کو پریشان کیا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے ان کے لیے عرصۂ حیات کو تنگ کیا جائے گا۔ حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے مزید کہا کہ اس غیر آئینی قانون کے خلاف سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا، اور اس کو کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا۔ انہوں نے تمام ملی تنظیموں سے بھی اپیل کی ہے کہ متحد ہو کر اس بل (جواب قانون ہو چکا ہے) سپریم کورٹ میں چیلنج کریں۔

وفاق المدارس الاسلامیہ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ ۲۳/دسمبر کو

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ؛ جس سے بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے دوسو چھہتر مدارس ملحق ہیں، اور جن کا نصاب تعلیم، نظام تعلیم اور نظام امتحان ایک ہے، اس کی مجلس عاملہ کی میٹنگ مورخہ ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳/دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار، بوقت دس بجے دن میٹنگ روم مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں رکھی گئی ہے، ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہونے والی اس میٹنگ میں وفاق المدارس الاسلامیہ کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا، اور پورے نظام کو مزید مستحکم اور مضبوط کرنے کے لیے اہم فیصلے لیے جائیں گے، مدارس میں معیار تعلیم کو مزید بہتر بنانے کے منصوبے بھی زیر غور آئیں گے، انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں اراکین کے نام دعوت نامے ارسال کیے جاچکے ہیں، فون سے بھی رابطہ قائم کیا جارہا ہے، اس کے باوجود اگر کسی وجہ سے کسی رکن سے ہمارا رابطہ نہ ہوسکے تو اس بیان کو کافی سمجھ کر ضرور تشریف لائیں، اور وقت کی پابندی کا خیال رکھیں، یہ اطلاع مولانا محمد سعید کریمی رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ نے دی ہے۔

زبان و بیان اللہ کی نعمت اور تقریر و تحریر ایک فن ہے: محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

زبان و بیان اللہ کی بڑی نعمت ہے اور تقریر و تحریر بلکہ گفتگو کرنا بھی ایک فن ہے، اس فن کے رموز و نکات سے واقفیت اور اصولوں کی پاسداری سے تقریر و تحریر اور گفتگو موثر ہوتی ہے، اور قلم کار یا مقرر جو لوگوں تک پہونچانا چاہتا ہے وہ بآسانی پہونچ جاتا ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ کے نائب ناظم وصیغۂ تعلیم کے ذمہ دار مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ نے کیا، وہ امارت شرعیہ کی میٹنگ روم میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے علماء، فضلاء، فقہاء اور مفتیان کرام سے جو امارت شرعیہ میں تربیت قضاء کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے پہلے مرحلہ میں خبروں کی رپورٹنگ کے طریقے، ان پر عنوانات لگانے اور مقام نشر کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی، انہوں نے بیانیہ انداز اور الٹا اہرام دونوں قسم کی رپورٹنگ پر تفصیل سے کلام کیا، حضرت مفتی صاحب نے ایک ہی خبر کو مثبت اور منفی بنانے کے طریقوں پر بھی روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ بات جھوٹ نہیں ہوگی، لیکن سرخی لگانے کی وجہ سے ایک ہی خبر کے اثرات قارئین پر الگ الگ ہو سکتے ہیں، مفتی صاحب نے مختلف سرخیوں کا ذکر کر کے بتایا کہ خبر کے اثرات کو مثبت اور منفی بنانے کے لیے کیا کچھ کیا جاتا ہے، اس سے قبل تربیت قضاء کے علماء سے مولانا مفتی مجیب الرحمٰن صاحب نے حضرت مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کا تفصیلی تعارف کرایا اور بتایا کہ مفتی صاحب پر راحت حسین نے پی ایچ ڈی کیا ہے اور متھلا یونیورسٹی نے ڈگری ایوارڈ کی ہے، مفتی صاحب کی دو درجن سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں، دو تین کتابیں مفتی صاحب کی حیات و خدمات پر موجود ہیں، اس موقع سے مفتی صاحب کا ایک مقالہ زبان و بیان اللہ کی بڑی نعمت کی کاپیاں شرکاء میں تقسیم کی گئیں، مجلس کا آغاز مولانا محمد عقیل ندوی اور مولانا محمد ابوداؤد قاسمی کی نعت خوانی سے ہوا، مولانا مفتی قاری مجیب الرحمٰن صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیے اور شرکاء کو وقت کی قدر شناسی کی اہمیت پر زور دیا، مفتی صاحب کی دعا پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

بیگوسرائے کا یک روزہ دعوتی دورہ

گذشتہ ۵/اکتوبر ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو علماء امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد حسب ہدایت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ و سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، زیر قیادت جناب مولانا سہیل احمد صاحب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، بیگوسرائے کے دعوتی دورہ پر رہا اس یک روزہ دورہ میں دو مقامات، مسکن درگاہ، اور منصور چک میں اصلاحی پروگرام ہوئے اس وفد میں قائد وفد حضرت مولانا سہیل احمد ندوی صاحب کے علاوہ حضرت مولانا مفتی احتکام الحق صاحب قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، حضرت مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی، شیخ ثانی دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پٹنہ، مفتی آفتاب عالم قاسمی، استاذ دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، مولانا نور عالم رحمانی مبلغ امارت شرعیہ شامل رہے، وفد کے ارکان نے ان دونوں مقامات پر امارت شرعیہ کی اہمیت و ضرورت، کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد امت، ملی بیداری اور دینی غیرت و حمیت اور موجودہ حالات میں امت کو درپیش مسائل کے حل کی تدبیر پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۴/۲۱۳۳/۱۴۴۱ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جمشید پور)

رخسانہ بانو بنت سخاوت حسین روڈ نمبر ۱۳/اے جواہر نگر آزادنگر مانگو جمشید پور ۔فریق اول

بنام

سجادانصاری ولدشمیم انصاری روڈ نمبر ۱۳/اے جواہر نگر آزادنگر مانگو جمشید پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم سجادانصاری ولدشمیم انصاری کے خلاف دارالقضاء جمشید پور میں عرصہ گیارہ سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/جنوری ۲۰۲۰ء روز بدھ بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵۶/۲۶۳۲/۱۴۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج)

نورسدی بیگم بنت جمیل اختر مقام بلیاڈاکخانہ منورہ تھانہ وضلع کشن گنج۔فریق اول

بنام

رضائل خان ولدسلیم خان مقام پرانا گنج سونا پور ڈاکخانہ پرانا گنج تھانہ بائسی ضلع پورنیہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نوسدی بیگم بنت جمیل اختر نے آپ فریق دوم رضائل خان ولد سلیم خان کے خلاف دارالقضاء انجمن اسلامیہ کشن گنج میں عرصہ دس ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/ جمادی الاول ۱۴۴۱ مطابق ۱۴/جنوری ۲۰۲۰ روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵۶/۴۸۳/۱۴۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ باراعیدگاہ پورنیہ)

بی بی مسرت جہاں بنت محمد شہاب الدین مرحوم مقام ڈمیاٹولہ مدھیلی ڈاکخانہ گیرا ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

عبدالکریم ولدریاض الدین مرحوم عرف مہابیرامین مقام حیات پور ڈاکخانہ چندردئی ضلع ارریہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء باراعیدگاہ پورنیہ میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ جمادی الاولیٰ مطابق ۱۳/جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲/۹۱/۱۴۴۱ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چترپور رامگڑھ)

مسرت پروین بنت سراج مرزا مقام بھدوا ڈاکخانہ چین پور ضلع رامگڑھ جھارکھنڈ۔فریق اول

بنام

محمد اسلم خان بن جان محمد خان مقام پرانا بازار ڈاکخانہ چٹرا گودام ضلع دھنباد۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول مسرت پروین بنت سراج مرزا نے آپ فریق دوم محمد اسلم خان بن جان محمد خان کے خلاف دارالقضاء چترپور رامگڑھ میں عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۵/ جمادی الاولیٰ مطابق ۱۱/جنوری ۲۰۲۰ء روز سنیچر بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۰/۴۶۷/۱۴۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ باراعیدگاہ پورنیہ)

رخسار خاتون بنت محمد شمیم اختر مقام وڈاکخانہ باراعیدگاہ تھانہ امور ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد اختر حسین ولدغلام مصطفیٰ مقام کمرہی ڈاکخانہ درگا گنج تھانہ کدوا ضلع کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول رخسار خاتون بنت محمد شمیم اختر نے آپ فریق دوم محمد اختر حسین ولد غلام مصطفیٰ کے خلاف دارالقضاء باراعیدگاہ پورنیہ میں عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ جمادی الاول مطابق ۱۳/جنوری ۲۰۲۰ روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

حیات وخدمات حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ

حیات و خدمات جن کی لکھ کر غزل کی صورت بنا رہے ہیں
ولی محمد علی مونگیریؒ لحد سے ہی مسکرا رہے ہیں

عظیم ہستی کے تھے وہ مالک مرید ان کے تھے پھیلے ہر سو
ہیں خانوادے میں اب بھی مرشد جو سلسلے کو بڑھا رہے ہیں
علیؒ کے فرزند بھی ولی تھے اور ان کے فرزند بھی ولی ہیں
یہ گلشنِ اولیا ہیں ایسے جو اپنی خوشبو لٹا رہے ہیں

نسب کا جو سلسلہ ہے ان کے وہ غوث اعظمؒ کے در تلک ہے
کرم ہے مولا کا خانوادے کو اولیا سے سجا رہے ہیں
انہیں کا قائم کیا ہوا ہے یہ ندوۃ جیسا اہم ادارہ
جہاں سے ملّت کی تربیت کا علما رستہ دکھا رہے ہیں

ادارۂ خانقاہ جو ہے اسی میں شامل ہے جامعہ بھی
علومِ دینی کے ان اداروں کو اللہ والے چلا رہے ہیں
انہیں کے قائم کئے ہوئے یہ ادارے دونوں مونگیر میں ہیں
جہاں سے اسلام و دیں کے روشن ستارے اب جگمگا رہے ہیں

مسیحیت سے ہوئے مقابل مٹایا فتنہ فساد جڑ سے
اسی زمانے میں دیکھا سب نے کہ لاکھوں ایماں میں آ رہے ہیں
مدد کی انہوں نے گاندھی جی کی جو جنگِ آزادی لڑ رہے تھے
یوں ان کے احسان ان گنت ہیں کچھ اک کو ہی ہم گنا رہے ہیں

تھا فتنۂ قادیانی برپا اکھاڑ پھینکا تھا جڑ سے جس کو
ہے ان کی ہی کاوشوں کا ثمرہ کہ اب وہ سر نہ اٹھا رہے ہیں
سوا سو برسوں ہوئے جو پودے لگائے حضرتؒ نے دین وحق کے
وہ سارے ثابت ابھی تلک ہیں ہرے بھرے لہلہا رہے ہیں

تھی ذات ان کی بہت ہی اعلیٰ، تھا تقویٰ سارے شبہ سے بالا
جو کارنامے وہ کر گئے ہیں سب اپنے جلوے دکھا رہے ہیں
سفر کی ساری صعوبتوں کو وہ اس زمانے میں جھیل کر بھی
کبھی تو لکھنؤ کو جا رہے ہیں کبھی وہ مونگیر آ رہے ہیں

وہ پانچ لوگوں کے ساتھ چالس روپے میں حج کو نکل پڑے جب
مدد کو مولیٰ کی دیکھا سب نے کہ کیسے بطحا کو جا رہے ہیں
نہیں تھا آساں اتار لینا زمیں پہ ندوۃ سا اک ادارہ
یہ درج تحریر میں ہے ”سیرت“ کی لکھنے والے بتا رہے ہیں

مُرید ان کے بہت سے پھیلے تھے برما سے افریقہ تک میں
یہ سلسلہ ہے ابھی بھی جاری جو خانوادے نبھا رہے ہیں
دعا ہے پرویزؔ کی خدا سے ہو دین و مذہب کا بول بالا
رہیں سلامت ہمارے علما جو سیدھی رہ پر چلا رہے ہیں

☆☆☆

نتیجہ فکر : پرویز اقبال،اشرف نگر مونگیر

بقیہ

(بقیہ مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی)

مفتی صاحب قومی وملی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور ملی کونسل کے رکن، دارالعلوم وقف دیو بند کے صدر مفتی ، دارالسلام اسلامی مرکز کے سربراہ اوراس طرح نہ جانے کتنے ہی اداروں کے ذمہ دار تھے اور سب کو اپنی علمی وفکری رہنمائی کرتے رہتے تھے، ان کے تعلقات ہر طبقہ کے لوگوں سے تھے اورسب سے اچھا برتاؤ کرتے تھے، وہ امارت شرعیہ پھلواری شریف کے قدر دانوں میں تھے، یہاں کے اکابر سے انہیں عقیدتمندانہ تعلق تھا، جس کا وہ برابر اظہار بھی کیا کرتے تھے، مفتی صاحب کے نام سے واقفیت تو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طالب علمی ہی کے زمانے سے ہوگئی تھی، لیکن زیارت وملاقات پہلی مرتبہ ۱۹۹۳ء میں ہوئی، وہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی میٹنگ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے وہیں سے رابطہ کی ابتدا ہوئی ، جب تک صحت وتوانائی بحال رہی سال میں دو چار ملاقات ہوجایا کرتی تھی، اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن آج بھی ان کا مسکراتا ہوا چہرہ نگاہوں کے سامنے گردش کررہا ہے، ان کی شفقت ومحبت اور عنایت وکرم فرمائی ؛ بلکہ دینداری وتقویٰ شعاری رہ رہ کر یاد آتی رہتی ہے، بلاشبہ ان کی وفات ایک بڑا سانحہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ وماتوفیقی الاباللہ

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ہمارے بزرگوں کے قابل فخر کارنامے آج کے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ: حضرت امیر شریعت

رحمانی فائونڈیشن مونگیر میں حضرت مونگیری پر عالمی سمینار کا انعقاد

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ حیات وکارنامے کے موضوع پر عالمی سمینار مشہور فلاحی ادارہ رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے مولانا منت اللہ رحمانی ہال میں ۸/دسمبر ۲۰۱۹ء صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا، ملک وبیرون ملک کی ممتاز شخصیات نے اس میں شرکت کی، دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، اور ملک کے نمایاں اداروں، یونیورسٹیوں، کالجوں کے اساتذہ کے علاوہ دانشور، مورخ بڑی تعداد میں تشریف لائے، ملک سے باہر ڈھاکہ یونیورسٹی بنگلہ دیش کے پروفیسر جناب محمود الاسلام اور بنگلہ دیش کے ایک بڑے تعلیمی ادارہ کے پرنسپل مولانا یونس واجدی نے بھی شرکت کی۔

جناب مولانا محفوظ الرحمان فاروقی رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تلاوت سے سمینار کا آغاز ہوا، امارت شرعیہ پھلوری شریف کے پٹنہ قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے پہلا مقالہ پیش کرتے ہوئے حضرت مونگیری کی تصوف اور سلوک کی راہ سے کی جانیوالی نمایاں خدمات کو بیان کیا، انہوں نے کہا کہ حضرت مونگیری نے لاکھوں لوگوں کے قلوب کو نور معرفت سے بھر دیا، اور اپنی باطنی کمالات سے خدا کا برگزیدہ بنا دیا، دارالعلوم دیوبند وقف دیوبند کے استاذ جناب مولانا محمد شمشاد قاسمی نے کہا کہ حضرت مونگیری کے احسان کے نیچے ملت دبی ہوئی ہے، انہوں نے مختلف جہتوں سے ملت سرخرو بنانے کی کوشش کی، ان کا پورا خانوادہ کا ہی ملک وملت پر بڑا احسان ہے، دارالعلوم دیوبند کے استاذ جناب مولانا مفتی اشتیاق قاسمی نے حضرت مونگیری نسبی، علمی، فقہی، ملی اور روحانی امتیازات پر روشنی ڈالی، دارالعلوم دیوبند کے ہی حضرت مولانا منیر الدین صاحب نے اپنے مقالہ کا اقتباس پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مونگیری سنت کے بڑے پابند تھے، عیسائی فتنہ کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے مختلف محاذ قائم کیے، یتیم خانہ کا قیام اس کی تدبیر کا بہترین جواب تھا، افسوس کہ حضرت کی تصنیفات اب تک عام نہیں ہوسکی ہیں، اس سمینار سے امید جگی ہے، دارالعلوم دیوبند ہی سے تشریف لائے حضرت مولانا اشرف عباس صاحب نے کہا کہ حضرت مونگیری نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی، شروع سے ہی انہیں حدیث سے شغف تھا، حدیث کی تمام متداول کتابوں کو پڑھ لینے کے باوجود حدیث کا علم خصوصی طور پر زمانہ کے بڑے محدث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے حاصل کی، دارالعلوم دیوبند کے ہی حضرت مولانا عارف جمیل صاحب نے حضرت مونگیری اور علم تصوف کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس موقعہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حضرت مولانا مفتی عتیق احمد صاحب بستوی نے کہا کہ انیسویں اور بیسویں صدی میں جن لوگوں نے ہندوستان پر اثر ڈالا، اس میں حضرت مولانا محمد علی مونگیری سرفہرست ہیں، حضرت مونگیری نے جس طرح علماء کو متحد کیا، اور ملک وملت کی خدمت کی، آج کے علماء کو بھی وہ کرنے کی ضرورت ہے، جامعہ عربیہ ہتھوڑا باندہ کی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب اسعدی نے کہا کہ حضرت مونگیری نے نامساعد حالات میں ندوہ قائم کرکے ملک وملت کی خدمت کی، انہوں نے جو راہ دکھائی ہے، اس پر چل کر ہمیں آگے کی راہ طے کرنی چاہیے، دارالعلوم دیوبند کے سینئر استاذ اور پہلی نشست کے صدر حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب نے کہا کہ قرآن پر مستشرقوں نے اعتراض کرکے اسے بدنام کرنے کی کوشش کی تھی، حضرت مونگیری نے قرآن مجید پر ایک جامع تحریر منظر عام پر لاکر اس کا شاندار جواب دیا، وہ تحریری بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہے، سمینار کی پہلی نشست میں دارالعلوم دیوبند کے مولانا عمران اللہ قاسمی، اور محمد اللہ قاسمی نے بھی اپنی باتیں رکھیں۔

اس موقعہ پر چار کتابوں کا اجراء بھی عمل میں آیا، ۱-شیر شاہ سوری، عہد حکومت اور معنویت، ۲-بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ شری کرشن سنہا ۳-حیات ابوالمحاسن ۴-قومی یکجہتی مطالعہ اور تجزیہ، پہلی دونوں کتابوں رحمانی فاؤنڈیشن کے شعبہ فروغ اداب کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔ سمینار کے صدر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے کہا کہ رحمانی فاؤنڈیشن حضرت مونگیری کی خدمات کو اجاگر کررہا ہے، اس سلسلہ میں آج علماء دانشور بڑی تعداد میں جمع ہوئے ہیں، ہم بزرگوں کو یاد کریں، ان کی زندگی کے قائم کردہ خطوط کو اپنی زندگی میں نافذ کریں، ابھی حضرت مولانا ابو المحاسن پر لکھی کتاب کا اجراء ہوا، حضرت مولانا ابوالمحاسن اپنے زمانہ کنگ میکر تھے، مگر کرائے کی ٹم ٹم سے پھلواری اس دن جارہے تھے، جس صبح ان کی حکومت بن رہی تھی، اس طرح شیر شاہ سوری پر رحمانی فاؤنڈیشن نے سمینار کرایا تھا، اب ان مقالات کا مجموعہ کتاب کی شکل میں آچکا ہے، ان کا عہد حکومت مثالی ہے، کم وقتوں میں انہوں ں ے ایسی ملک کی خدمت کی کہ اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی، اس طرح پہلے وزیر اعلیٰ بہار کرشن شنہا نے سیاسی مشغولیات کے باوجود مطالعہ کے لیے وقت نکالا، انہوں نے ستر ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا تھا، ہمارے یہ بزرگ کے آج کے حکمرانوں کے لیے رہنما ہیں، اور ان کی زندگی میں سبق موجود ہے۔

قطب عالم مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے حیات وکارناموں پر یک روزہ عالمی سیمینار کی تیسری اور آخری نشست کا آغاز مورخہ ۸/دسمبر ۲۰۱۹ء روز اتوار کو بعد نماز مغرب شام پانچ بج کر پندرہ منٹ پر قاری نظام الدین استاذ جامعہ رحمانی مونگیر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سیمینار کی اس نشست کی صدارت معروف عالم دین شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ رشید العلوم چترا وقاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ چترا مولانا مفتی نذر توحید مظاہری نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض جناب مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی جنرل سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن اور مولانا محمد خالد رحمانی ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی نے انجام دیا۔ اس نشست میں مقالہ نگاروں نے قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کی زندگی اور ان کی مختلف جہات خدمات اور کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مقالات کا خلاصہ پیش کیا، پیش کردہ مقالات میں مولانا سید محمد علی مونگیری اور راہ سلوک، قطب عالم حضرت مونگیریؒ اپنی تصنیفات کے آئینہ میں، حضرت مونگیری ایک متبحر عالم دین اور مرشد کامل، قطب عالم حضرت مونگیری، حضرت مونگیریؒ کے امتیازات اور کمالات، حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے مختصر حالات اور اس عہد کے سیاسی حالات، حضرت مونگیریؒ اور علم حدیث، حضرت مونگیری حیات اور کارنامے، حضرت مونگیری بحیثیت بانی ندوۂ علماء، مولانا محمد علی مونگیری اور تحریک امارت شرعیہ، یگانہ روزگار اور عبقری شخصیت مولانا مونگیریؒ، حضرت مولانا مونگیری اور تصوف، حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی ماخذ، حضرت مولانا مونگیری اور ان کی سیاسی بصیرت، فرقہ باطلہ کی بیخ کنی میں حضرت مونگیری کی خدمات، قومی یکجہتی کے حوالہ سے حضرت مونگیریؒ کے کارنامے، قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور زبدۃ السالکین حضرت مولانا بدرالدین پھلواروی امیر شریعت اول بہار کے تعلقات، مولانا مونگیریؒ اور رد قادیانیت، مولانا مونگیری اور رد عیسائیت، مولانا مونگیری اور تحفظ دین، مولانا مونگیریؒ ایک عالم گیر عالم دین، خانوادۂ رحمانی کی خدمات اور امتیازات، حضرت مونگیری باکمال عارف با فیض مرشد، مولانا مونگیری کی فکری وسعت، اسلام کی حفاظت میں مولانا مونگیری کا کردار، مولانا مونگیری اور فتنۂ قادیانیت، مولانا مونگیری کی شخصیت کے مختلف پہلو، مجدد ملت ومرشد کامل حضرت مونگیری قدس سرہ، مولانا مونگیری اور ان کا مکتوباتی ادب، مولانا مونگیری ایک شخص ایک انجمن، مولانا مونگیری بحیثیت مجدد، قطب عالم حضرت مولانا مونگیری کا علمی مقام ومرتبہ، قومی یکجہتی کے روح رواں حضرت قطب عالمؒ، حضرت مولانا مونگیری اور علم حدیث، مولانا مونگیریؒ کی فقہی خدمات، مولانا مونگیری اور ان کے خانوادہ کی خدمات، حضرت مونگیری اور دیار حرم، خانوادہ مونگیری ایک نظر میں اور مولانا مونگیری کے مشائخ، اساتذہ اور ان کے خلفاء جیسے عناوین پر مقالہ نگاروں نے اپنے وقیع اور مدلل مقالات کا خلاصہ پیش کیا، کچھ مقالات انگریزی، عربی اور بنگلہ زبانوں میں بھی پیش کیے گئے۔

ان سب مقالات کا خلاصہ ہے کہ قطب عالم حضرت مولانا مونگیری کی شخصیت نابغہ روزگار اور جامع الکمالات و الصفات ہے، شریعت، طریقت، علم کی ترویج واشاعت، سیاسی، سماجی ومعاشرتی اصلاح، حدیث، فقہ، تصوف وسلوک، تحفظ دین وملت، فرقۂ باطلہ کی بیخ کنی جیسے درجنوں میدانوں میں آپ نے مثالی اور نادر کارنامے انجام دیے، ان کارناموں کو منظر عام پر لانا اور اس سے نئی نسل کو روشناس کرانا آج کے وقت کی اہم ضرورت ہے۔ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری نور اللہ مرقدہ کی شخصیت ایک عہد آفریں شخصیت تھی وہ اپنے وقت کے قطب تھے، مفکر مجدد، عظیم مصلح، داعی اور عالم گیر صالح انقلاب کے محرک تھے، آپ اسلام کی حقانیت کے ترجمان اور اس کی سربلندی کے پاسبان تھے۔ خانوادۂ رحمانی کی خدمات پچھلی دوصدیوں پر محیط ہے اور دوصدیوں سے یہ خانوادہ اسلام کے افق پر خورشید جہاں تاب کی طرح روشن ہے اور انسانیت کو رشد وہدایت، فکر وفن، اصلاح وتقویٰ اور علوم شریعت وطریقت اور تزکیہ نفس کے نور سے فیضیاب کررہا ہے۔ حضرت مونگیریؒ نے خاص کر فرقۂ باطلہ کی بیخ کنی، اسلام کے دفاع اور پاسبانی، علماء کو مختلف میدانوں کے لیے تیار کرنے، علماء کے باہمی اختلافات کو ختم کرکے ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا جو عظیم الشان کام کیا ہے وہ آپ کو آپ کے معاصرین سے ممتاز کرتی ہے۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ، فقہ وفتاویٰ کے بھی اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ آپ ایک عالم گیر عالم دین تھے، ملت نے ان کو قطب عالم کا خطاب دیا تھا، ان کی خدمات کل بھی پورے عالم اسلام کے قطب نما کی حیثیت رکھتی تھیں اور آج بھی ایک جہاں کو منور کررہی ہیں۔ ارشاد واصلاح، رد قادیانیت، رد مسیحیت اور الحاد وارتداد کے سد باب، تحریک ندوۃ العلماء کا قیام، تحریک امارت شرعیہ ان سب جہات سے آپ کی خدمات قابل رشک اور لائق تقلید ہیں۔ خاص کر قادیانیت، مغرب کی فکری یلغار، الحاد ودہریت جیسی طاغوتی طاقتوں کا آپ نے عزم، حوصلہ، جرأت ایمانی، بصیرت اور پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان فتنوں کی بیخ کنی کے لیے آپ نے اپنی ساری توانائی صرف کردی اور جب تک ان فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ نہ دیا دم نہ لیا۔ آپ کی ہمہ جہت خدمات نہ صرف سرمۂ چشم بنانے کے لائق ہیں بلکہ اس دور میں آپ کے افکار ونظریات اور عزم وحوصلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپ کی شخصیت کی جامعیت، آفاقیت، عالمگیریت اور آپ کے کارناموں کی وسعت وہمہ گیری اس بات کی حقدار ہے کہ ان کو کتاب در کتاب ضبط قلم کیا جائے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کا مشن ہے کہ حضرت مونگیری کے کارناموں اور ان کے افکار ونظریات کو نئی نسل کے سامنے لایا جائے، اس عزم کے اظہار کے ساتھ حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین فردوسی ازہری کی رقت آمیز دعا پر رات سوا گیارہ بجے سیمینار کا کامیاب اختتام ہوا۔

اس آخری نشست کے مقالہ نگاروں میں مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی پٹنہ، مولانا بدر احمد مجیبی خانقاہ مجیبیہ پٹنہ، مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی پٹنہ، مولانا ڈاکٹر وقار الدین لطیفی، مولانا مفتی سہراب ندوہ نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سالم صاحب ہتھورا باندہ، ریحان غنی صاحب ایڈیٹر پندار پٹنہ، مولانا عبدالمنان قاسمی ممبئی، مولانا عتیق اللہ بہرائچی ہتھورا باندہ، ڈاکٹر ریحان حسن پنجاب، پروفیسر محمود الحسن ڈھاکہ بنگلہ دیش، مولانا عثمان ندوی نیپال، سید التہامی ابونعمہ جامع ازہر مصر، ڈاکٹر احمد جاوید چیف ایڈیٹر روزنامہ انقلاب پٹنہ، حفیظ الرحمٰن خیرآباد، مولانا عبدالحئی مفتاح العلوم مئو، مولانا احیاء الاسلام دبئی، مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی جے این یو، پروفیسر مظہر عالم پنجاب، مولانا ضیاء الحق خیر آبادی، جلال اصغر فریدی، شرف الدین عظیم قاسمی، مولانا فیصل بھٹکلی، عین الحق امینی بیگو سرائے، سید شاہنواز صاحب دہلی، مفتی عبید اللہ ہارون حیدر آباد، مولانا اختر امام عادل، مفتی توحید صاحب مدرسہ رحمانیہ سوپول، پروفیسر آصف علی جامعہ ملیہ اسلامیہ، شاہد حبیب لکھنؤ، صابر القاسمی اعظم گڑھ، مولانا نوشاد سہسرام، مولانا نوشاد معروفی خیرآباد مئو، پرویز اشرفی دہلی،، مولانا مظہر الحق قاسمی، بیگو سرائے، مولانا رضاء الحق دہلی، عظیم الرحمٰن جون، مولانا مظفر احسن رحمانی (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا مقالہ پڑھا)، مولانا فیروز ندوی (مولانا تقی الدین ندوی ازہری کا مقالہ پڑھا)، مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی، مولانا خالد نیموی، ڈاکٹر مختار احمد فردین، ڈاکٹر ابوسفیان، پروفیسر اے کے علوی، مولانا شمیم ندوی، مولانا ابوسحبان روح القدس ندوی مولانا شمیم اکرم رحمانی اور مفتی نذر توحید مظاہری کے نام شامل ہیں۔

اس سیمینار کو کامیاب وبامقصد بنانے میں جناب ظفر عبدالرؤف رحمانی، پروفیسر صفدر امام قادری، جناب نورالصالحین آئی ٹی انجینئر کولکاتا، جناب ریاض السالکین فائنانس پروفیشنل بنگلور، جناب ارشاد عالم ڈائرکٹر حدیبیہ انٹرنیشنل اسکول پٹنہ، ساجد اقبال رحمانی دہلی، صبغۃ اللہ رحمانی مظفر پور، عظیم اللہ انصاری رحمانی فاؤنڈیشن، جناب پرویز عالم رحمانی فاؤنڈیشن کے علاوہ رحمانی فاؤنڈیشن کے کارکنان وذمہ داران، جامعہ رحمانی کے اساتذہ وطلبہ نے بڑی محنت اور جانفشانی کا ثبوت دیا اور سیمینار کے انتظامات وانصرام کو سنبھالا۔ (**مونگیر سے محمد عادل فریدی کی رپورٹ**)

Volume:59/69,Issue:48 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

شاخوں سے ٹوٹ جائیں وہ پتے نہیں ہم
آندھی سے کوئی کہہ دے کہ اوقات میں رہے

(نامعلوم)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

میثاق مدینہ کی معنویت

ریاض فردوسی

سیاسی دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے اور تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح سامنے آتا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا اوراق وصفحات پر رقم کردہ دستور ہونے کا شرف میثاق مدینہ کو حاصل ہے، مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے جانے والے ابتدائی اقدامات میں ایک بڑا نمایاں اقدام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے دوسرے تمام نمایاں قبائل اور خاندانوں سے ہونے والا معاہدہ تھا ،خوش قسمتی سے ابن اسحٰق نے اس قابل قدر دستاویز کو جسے ”دستور ریاست مدینہ“ کا نام دیا جاتا ہے محفوظ رکھا۔اس دستور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سیاسی حکمت عملی ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں ہی اس مثالی امت کی تشکیل کی راہ ہموار ہوئی، جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدو جہد کی تھی، یہ ریاست (قانون الھیہ کے) پس منظر سے متعلق تھی اور عملی غور وخوض سے تشکیل پذیر ہوئی تھی ،اوراس میں اعلیٰ تر اختیار اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تھا، جن کے سامنے تمام اہمیت کے معاملات پیش ہوتے تھے۔اس دستور میں امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ یہود اور غیر مسلموں کو بھی امت میں شامل کیا گیا تھا، میثاق مدینہ میں خصوصیت سے بنی اسرائیل، مدینہ کے قبائل اور قبائل کے سردار شامل تھے۔اس معاہدے کی روح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو غیر مسلم رہتے ہوئے اسلامی ریاست کا شہری مانا، ان کے حقوق طے کئے اور یہ اہداف طے کئے کہ کس طرح سے مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔ طے ہوا کہ یہود اپنے دفاعی اخراجات خود برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے دفاعی اخراجات خود برداشت کریں گے۔

میثاق مدینہ کی رو سے مختلف عقائد کے حامل افراد ایک ریاست کے شہری ہو سکتے تھے اور اپنے اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے مشترک تعلقات کے ساتھ ریاست کا نظام چلایا جاسکتا تھا، یعنی ایک یہ کہ مسلمانوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت نبی ماننا اور ریاست کا سربراہ ماننا، اور غیر مسلموں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہ کرتے ہوئے بھی انہیں ریاست کا سربراہ ماننا، آخری سیاسی اتھارٹی تسلیم کرنا، پھر یہ کہ ایک اسلامی قیادت اور اسلامی مملکت کا غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے مقام کا تعین کرنا تھا۔

میثاق مدینہ سے قبل مدینہ میں یہود کے دس قبائل تھے، جو باہم ایک طویل خونریز جنگ میں مبتلا رہتے تھے، ان کے سامنے صلح کی ایک تجویز پیش کرنا ایک کمال تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منتشر قوم کے سامنے پہلی مرتبہ ایک قوم کا تصور دیا، شہریوں کے حقوق وفرائض کی نشاندہی فرمائی، ان کے قدیم رواج اور قبائلی نظام کو برقرار رکھتے ہوئے مدینہ میں ایک امت اور ایک ملت کی تجویز رکھی، مذہبی آزادی اور قبائل کے داخلی کلی اختیار کے ساتھ بیرونی حملوں کی مدافعت اور باہمی اختلافات کے تصفیہ کی بنیاد پر ان سارے قبائل کو متحد فرمایا، چنانچہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے والد کے مکان پر سارے مسلم وغیر مسلم قبائل کے نمائندوں کا اجتماع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز پر سارے قبائل بیرونی حملوں کے دفاع اور اندرونی مسائل کی یکسوئی کے لئے ایک چھوٹی سی ریاست تشکیل پر متفق ہو گئے اور سبھوں نے باتفاق آراء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جدید ریاست کا حاکم اعلیٰ منتخب کیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ کی سرزمین کسی باقاعدہ دستور یا نظام نہ ہونے کی وجہ سے خونریزی اور قتل وغارت کا شکار بنی ہوئی تھی، ہر طرف بدامنی، افراتفری، خونریزی، بربریت اور نفاق کا دودورہ تھا، اس دور میں انصار مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج آباد تھے، دوسری طرف یہود کے تین قبیلے بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریضہ تھے جو پورے یثرب پر غالب تھے۔ ویسے تو وہاں قبائلی نظام موجود تھا مگر اس نظام کے اندر کسی انسان کی عزت وآبرو، جان ومال کی حفاظت اور اس کے مذہبی وروایتی رسوم اور ثقافت کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ یہ سب طبقات کسی ایسے مسیحا کی تلاش میں تھے جو وہاں امن وامان قائم کرسکے اور لوگوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ یقینی بنا سکے۔ گردش دوراں کے مارے مفلوک الحال لوگوں نے پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیحا کے طور پر پہچان لیا، کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ ان کی تعلیمات امن وآشتی پر مبنی محبت پر استوار، رواداری پر ایستادہ، اخوت وبھائی چارے پر مبنی اور داخلی وخارجی دونوں طرح کے امن کی ضامن ہیں۔ اس پر یہ ذات رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فسق وفجور کے خاتمے کی ضمانت بھی فراہم کرتی ہے، وہ ہر طرح کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی استحصال کے خاتمے کی ضامن بھی ہیں۔ وہ دولت کی مساویانہ تقسیم اور آسائش میں سب کو شریک اور امن وامان میں سب کو ذمہ دار بنانے پر قائم ہیں۔ انہوں نے ان روشن اور فلاحی حقائق پر متفقہ طور پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاشرکت غیر سربراہ ریاست منتخب کرلیا۔ میثاق مدینہ پہلا تحریری معاہدہ ہے۔ جس نے آج سے چودہ سو سال قبل انسانی معاشرے میں ایک ایسا ضابطہ قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے پر کاربند رہتے ہوئے آزادی کا حق حاصل ہوا۔ یہودیوں کی مدینہ کی سیاست اور قیادت کا خاتمہ ہوا اور اسلام کا غلبہ ہونے لگا۔ یہودیوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کو تسلیم کرنے سے مسلمانوں کی سیاست پر بڑا اہم اثر پڑا۔ اس معاہدے کی اہمیت یوں بھی نمایاں ہوئی کہ یہ دنیا کا پہلا بین الاقوامی تحریری معاہدے ہے جو ۶۲۲ء میں ہوا۔ یہ پہلا تحریری بین الاقوامی منشور ہے جس میں ایک غیر قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کو قبول کیا۔ میثاق مدینہ کے چند اہم نکات۔

(۱) تمام مسلمانوں اپنے آپ کو رضا کار سمجھیں گے۔ (۲) مسلمان آپس میں امن واتحاد قائم رکھیں گے جو اسلام کی بنیاد ہے۔ (۳) اگر ان میں کوئی اختلاف ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ (۴) مسلمانوں کے مختلف عناصر کو حقوق وفرائض کے لحاظ سے مساوی سمجھا جائے گا۔ (۵) فوجی خدمت سب کے لئے ضروری ہوگی۔ (۶) قریش مکہ کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ (۷) تمام مہاجرین کو ہر معاملات میں ایک قبیلہ کی حیثیت دی گئی جب کہ اس منشور کی روشنی میں انصار کے قبائل کو اسی شکل میں تسلیم کیا گیا۔ (۸) تمام معاملات کے لئے اور آپس میں اختلاف کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

دوسرے حصے کا تعلق یہودیوں کے تینوں قبائل سے تھا جس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مدینہ میں رہتے ہوئے یہودیوں کو مذہبی آزادی ہوگی۔ (۲) مدینہ کا دفاع جس طرح مسلمانوں پر لازم ہے اسی طرح یہودی بھی اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔ (۳) بیرونی حملے کے وقت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ متحد ہو کر مدینہ کے دفاع میں حصہ لیں گے۔ (۴) ہر قاتل سزا کا مستحق ہوگا۔ (۵) مسلمان کے قتل ناحق پر اگر ورثا رضامندی سے خوں بہا لینے پر آمادہ نہ ہوں تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔ (۶) تمدنی وثقافتی معاملات میں یہودیوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ (۷) یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے۔ کسی سے لڑائی اور صلح کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ (۸) مسلمانوں پر جارحانہ حملے کی صورت میں یہودی مسلمانوں کا اور یہودیوں پر حملے کی صورت میں مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ (۹) قریش یا ان کے حلیف قبائل کی یہودی مدد نہیں کریں گے۔ (۱۰) یہودی اور مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کے اختلافات کی صورت میں عدالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور ان کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ (۱۱) اسلامی ریاست کی سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوگی اور یہودی بھی آپ کی قیادت وسیادت تسلیم کریں گے۔ (۱۲) اس طریقے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان اور یہودیوں کی متحدہ افواج کے سربراہ بھی ہو گئے۔ (۱۳) ان کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جائیگی۔

(۱۴) شہر مدینہ میں ایک دوسرے فریق کے ساتھ جنگ کرنا حرام ہے۔

بنوقیقاع جو اس معاہدہ کے ایک فریق تھے انہیں غزوہ بدر کے ایک ہی ماہ بعد اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر مدینہ سے نکالا گیا، ابن اسحاق نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ”بنوقینقاع پہلی جماعت تھی جس نے اس معاہدہ کو توڑا جو ان کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا، انہوں نے بدر واحد کی درمیان مدت میں لڑائی کی تھی، یہ عبارت اس بات کی پوری طرح سے واضح کرتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہودیوں سے جن میں بنوقینقاع بھی موجود تھے، یہ معاہدہ غزوہ بدر سے پہلے ہی کیا تھا۔“ (ابن ہشام: السیرۃ النبویہ 3:51)

واضح رہے کہ اس معاہدہ کے متن میں بنوقینقاع، بنونضیر اور نبوقریظہ کا نام درج نہیں۔ ان قبائل کو اوس وخزرج کا حلیف ہونے کی وجہ سے معاہدہ میں شریک کیا گیا۔ یہ درحقیقت مدینہ میں پہلی سیاسی فتح تھی۔ تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں سیاسی قواعد وضوابط اور حکمرانی کے اصولوں کے حوالے سے کئی افکار وقوانین کو تحریری شکل میں لکھا گیا۔ میثاق مدینہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ ایک باقاعدہ تحریری دستور کا تصور دیا بلکہ وہ مذہب جس کی تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فرما رہے تھے۔ مدینہ آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سیاسی حیثیت کو اس نئے شہر کے مختلف المذاہب کے ماننے والوں سے منوالیا۔ اس دستور کے ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان اور مقامی باشندوں کے حقوق وفرائض کا باقاعدہ تعین فرمایا۔ میثاق مدینہ کے تحت وجود میں آنے والی ریاست مدینہ میں مہاجرین، انصار اور مدینہ کے غیر مسلموں اور ان کے متبعین پر مشتمل کئی ریاستی اکائیاں شامل تھیں، ان کے باہمی اشتراک سے وجود میں آنے والی ریاست میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سربراہ تسلیم کرلیا گیا۔ اس دستور کے تحت جہاں مختلف مملکتی طبقات کی آئینی طور پر تشریح کی گئی۔ ان کے باہمی حقوق وفرائض اور آئینی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا وہاں اس امر کا لحاظ بھی رکھا گیا کہ آئینی قواعد وضوابط کی پابندی ہر سطح پر یقینی ہو اور ہر سطح پر معاملات کو آئینی طور پر چلایا جاسکے، اس کے لئے میثاق مدینہ میں تقسیم اختیارات کا تصور رکھا گیا تاکہ مقامی سطح پر نظم وضبط کے قیام کے لئے انتظامی اختیارات تفویض کئے جائیں۔ میثاق مدینہ کے ذریعے پہلی اسلامی ریاست میں مسلم شہریوں کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے جملہ حقوق کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا، خواتین کے حقوق کی ضمانت دی گئی، آج کے موجودہ دور کی قانونی ودستوری میدان میں ترقی کے باوجود میثاق مدینہ جملہ آئینی ودستوری معیارات کے تناظر میں دور جدید کا کوئی بھی قانون اس کا متبادل نہیں ہے۔